

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اہل بیت رسول ﷺ کا فیصلہ

مع
بہ فرمان قرآن مجید، نبی کریم ﷺ اور حضرت سیدنا ام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
۳۳ معتبر ترین چار بنات رسول کا ثبوت
کتاب شیعہ سے

حکم تصنیف و تقدیم
حضرت پیر سید محمد باقر علی شاہ بخاری صاحب
سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف

از قلم
خادم حضور محمد رفیق کیلانی
گولڈ میڈلسٹ ایم اے
(عربی، اسلامیات)

ناشر: دار التبلیغ
آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف (گوجرانوالہ)

S-2

215

2172

تقدیم

(یہ تحریر پیر طریقت، رہبر شریعت، عالم اسلام کے عظیم روحانی پیشوا، قُدْوۃُ الشَّالِکِیْن، زُبْدۃُ العارِفِیْن، نقیبِ مسلکِ مجدد الف ثانی، پاسبانِ فیضانِ حضورِ اعلیٰ حضرت شیرِ ربانی شرقپوری و حضورِ قبلہِ عالم حضورِ پیرِ کیلانی رحمۃُ اللہ علیہما نے خصوصی طور پر اپنے دستِ مبارک سے لکھ کر اس کتاب کی ابتدا میں شائع کرنے کیلئے عطا فرمائی ہے یہ نورانی تحریر تمام مسلمین بالخصوص سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے وابستگان کیلئے رہنمائی کا سبب ہے)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ - وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِیْنَ -
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ -
اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِیْ كَلَامِهِ السَّجِیْدِ
وَفُرْقَانِهِ الْحَمِیْدِ - لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَنْ
اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلًا ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ
دَرَجَتًا مِنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدِ وَقَاتِلُوْا ؕ
وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ
ترجمہ: تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا۔ وہ مرتبہ میں

ان سے بڑے ہیں۔ جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرماتا ہے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

(پ ۲۷۷: ۱۷۷: الحدید)

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا ہے ایک گروہ وہ ہے جو فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے اور جنہوں نے خدا تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کیا اور فی سبیل اللہ جہاد کیا۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے اور خرچ کیا اور جہاد کیا۔ ارشاد ربانی ہے کہ فتح مکہ کے بعد ایمان لانے والے اور خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے پہلے گروہ کے برابر نہیں ہو سکتے بلکہ فتح مکہ سے پہلے خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے لوگوں کا درجہ ان لوگوں سے بلند اور بڑا ہے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کرام کیلئے ایک عام اعلان فرمایا جس میں پہلے پچھلے سب کے سب صحابہ رسول شامل ہیں۔ وہ اعلان ہے۔

كَلَّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنٰی ط

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

مذکورہ ارشاد خداوندی سے ثابت ہوا کہ سب صحابہ کرام کے درجات اگرچہ ایک جیسے نہیں ہیں بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح بعض بعض سے افضل ہیں۔ لیکن

جس طرح اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ والے صحابی جنتی ہیں۔ اسی طرح کم درجہ والے صحابی بھی جنتی ہیں۔ جب تمام صحابہ کرام جنتی ہیں تو ایمان والوں کیلئے جنتیوں کا احترام کرنا اور ان سے محبت کرنا بھی لازم ہے اور جو آدمی جنتیوں پر طعن لعن۔ تبر ابازی کرے اور ان کو منافق غاصب ظالم کہے وہ بفرمان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ظالم اور لعنتی ہے کیونکہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جو آدمی کسی پاک طیب آدمی پر لعنت کرے۔ وہ لعنت لوٹ کر خود لعنت کرنے والے پر پڑتی ہے۔ جب صحابہ کرام بفرمان خدا تعالیٰ جنتی ہیں اور جنتی تو مستحق رحمت ہوتا ہے۔ نہ کہ مستحق لعنت اور جو کسی جنتی کو مومن نہ جانے وہ خود ایمان سے خالی ہے۔ لہذا جو آدمی صحابہ کرام کو لعنتی کہتا ہے وہ خود لعنتی ہے۔ اس حکم میں جس طرح خلفاء راشدین شامل ہیں۔ اسی طرح ازواجِ مطہرات بھی شامل ہیں۔ اس طرح حضرت طلحہ۔ حضرت زبیر۔ حضرت عمرو بن عاص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں۔ اکثر لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے ادبی اور گستاخی کے دروازہ سے بدعتِ رفض میں داخل ہوتے ہیں اور اللہ معاف فرمائے! شانِ صحابہ کا انکار یعنی بدعتِ رفض خود قرآن پاک کا انکار ہے اور قرآن مجید کا انکار کفر ہے۔ ہاں جس پر خدا تعالیٰ رحم و کرم فرمادے تو اس کو آگاہی ہو جاتی ہے اور توبہ کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے چنانچہ قبلہ عالم حضور والد ماجد صاحبِ عرس رحمۃ اللہ علیہ کے وصال مبارک کے چند ماہ بعد کی بات ہے کہ ایک بیلی نے جنگِ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے جنگ کرنے کا ذکر کیا تو میں نے بھی نسبی

حمیت کے جذبہ کے تحت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کچھ ناپسندیدگی کے الفاظ کا اظہار کیا منہ سے الفاظ نکلنے کی دیر تھی کہ یک لخت طبیعت منقبض ہو گئی اور باطن کا سرور اور کیف بے کیفی اور بے لذتی کے ساتھ تبدیل ہو گیا اور اسی پریشانی کے عالم میں توبہ اور استغفار کرنا شروع کیا۔ رات کو جب نیند آئی تو عالم رویا میں دیکھتا ہوں کہ حضور قبلہ عالم والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹھک شریف میں بیٹھا ہوں تو رحمت عالم، نور مجسم، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں اور آپ کے پیچھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہیں اور ان کے پیچھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تلوار ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گذر کر میرے پاس تشریف لائے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے مجھے فرمایا کہ ان کے متعلق تو نے ایسے لفظ کیوں کہے ہیں میں نے عرض کیا مجھ سے غلطی ہو گئی ہے! پھر آپ نے فرمایا ”تو نے یہ لفظ کیوں کہے ہیں؟“ میں نے عرض کیا غلطی ہو گئی ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ واپس تشریف لے گئے اس کے بعد میں نے توبہ استغفار کرنی شروع کی چنانچہ اس دوران حضور قبلہ عالم والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی کئی بار زیارت بھی نصیب ہوئی۔ تاہم طبیعت کی بے چینی دور نہ ہوئی انہی ایام میں ایک رات خواب میں دیکھا کہ مرشد حقانی، حضرت قبلہ شیر ربانی، سرکار اعلیٰ حضرت شر قیوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں میں بھی حاضر ہوں چند اور بیلی بھی آپ کے پاس حاضر ہیں سامنے دریا ہے جو کہ کناروں تک بھرا ہوا

ہے۔ حضور قبلہ شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ دریا کس طرح پار کریں گے؟ میں نے عرض کیا حضور میں تیرنا جانتا ہوں آپ میرے کندھے پر سوار ہوں میں تیر کر دریا پار کر لوں گا۔ چنانچہ جناب نے میری درخواست منظور کر لی اور دریا میں اترنے کیلئے جو گزر گاہ بنی ہوئی ہے میں اس میں بیٹھ گیا اور حضرت شیر ربانی سرکار شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اونچی جگہ پر کھڑے ہو کر مجھ پر اس طرح سوار ہوئے کہ جناب کا دایاں قدم مبارک میرے سینہ اور پیٹ کے دائیں حصہ پر اور جناب کا بائیں قدم مبارک میرے سینے اور پیٹ کے بائیں حصہ پر اور میں نے اپنے ایک ہاتھ سے جناب کو تھاما ہوا ہے اور دوسرے ہاتھ سے تیر رہا ہوں اور جناب نے میرا سر پکڑا ہوا ہے۔ جب نصف دریا کے قریب ہم پہنچے تو حضور قبلہ عالم شیر ربانی نے فرمایا۔ ”لا لیا! سنبھل کر چلنا۔ اب میرا بوجھ بھی تجھ پر ہی ہے“ میں نے عرض کیا جناب کی دعا کی ضرورت ہے پھر کوئی فکر نہیں۔ چنانچہ اسی حال میں دریا عبور کیا ان تمام زیارتوں اور بشارتوں کے باوجود دل میں ایک بات بیٹھ گئی تھی کہ آگاہی کے وقت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف لائے تھے لہذا یقینی معافی اس وقت ہوگی جب سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اپنے جمالِ باکمال سے نواز دیں گے۔ چنانچہ ایک رات سویا تو قسمت جاگ اٹھی یعنی محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور شرفِ زیارت سے نوازا اور کافی دیر تک تقریباً آٹھ دس منٹ تک اپنے قلبِ منور والی جانب اپنی بغل مبارک میں لئے پیار اور شفقت فرماتے رہے اور اس طرح بے سکون دل کو سکون اور قرار کی دولت سے مالا مال کیا۔ تب جا

کر مجھے اطمینان ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں جو معمولی سی نامناسب بات میں نے کی تھی۔ آج اس کی معافی ہو گئی ہے یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ حضور مولائے کائنات، شہنشاہ ولایت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا میری راہنمائی اور آگاہی کیلئے اکیلے تشریف لانا ہی کافی تھا لیکن آگاہی کے وقت بھی اور پھر میرے توبہ و استغفار کے بعد بھی حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف لائے جو میرے لئے رحمت ہی رحمت اور کرم ہی کرم کا سبب ہے اس کے باوجود کئی سال بعد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حرمین طہیین کی حاضری نصیب ہوئی تو پھر بارگاہِ خدا جل و علا اور بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں معافی کا خواستگار ہوا۔

قارئین! مذکورہ بالا آیت کریمہ میں جن حضرات کے ساتھ جنت کا وعدہ کیا گیا ہے سیدنا علی المرتضیٰ، سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا اور حسنین کریمین رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی انہی میں شامل ہیں تو ثابت ہوا کہ جب تک کوئی شخص آلِ رسول، ازواجِ رسول اور اصحابِ رسول کو جنتی مان کر ان کی تعظیم نہ کرے اور ان سے محبت ایمانی نہ رکھے۔ اس وقت تک وہ مومن نہیں ہو سکتا تو ایسے شخص کے ولی ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ ولی تو مومن ہی ہو سکتا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں

”اے بھائی چونکہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولایتِ محمدی علی

صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا بوجھ اٹھانے والے ہیں۔ اس لئے اقطاب۔ ابدال۔ اوتاد

کے مقام کی تربیت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امداد و اعانت کے سپرد ہے۔ قطب الاقطاب کا سر مبارک حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم کے نیچے ہے۔ قطب مدار انہی کی حمایت و رعایت سے اپنے ضروری کام (امور) سرانجام دیتا ہے۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور امامین کریمین حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی اس مقام میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شریک ہیں

(مکتوبات حضرت امام ربانی دختر اول حصہ چہارم مکتوب ۲۵۱)

معلوم ہوا کہ اقطاب و ابدال تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد سے بنتے ہیں تو جو شخص حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی اور مدد کا قائل ہی نہ ہو وہ ولی کیسے بن سکتا ہے؟ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی اپنے مکتوبات مقدسہ میں کئی مقامات پر ایک حدیث قدسی کا مضمون بیان کرتے ہوئے اولیاء اللہ کے متعلق فرماتے ہیں۔ **هُم قَوْمٌ لَا يَشْقَىٰ جَلِيسُهُمْ** یعنی اولیاء اللہ ایسی جماعت ہے جن کے پاس بیٹھنے والا آدمی بد بخت نہیں ہو سکتا یہ بات بالکل برحق ہے لیکن ایک بات ذہن میں رہے کہ اس بیٹھنے والے سے مراد وہ شخص ہے جو اولیاء اللہ کے پاس عقیدت و محبت سے بیٹھے اور جو آدمی نکتہ چینی اور اعتراض کی نیت سے بیٹھے وہ اس میں شامل نہیں:- یہ بالکل ایسے ہی ہے کہ جیسے حضور پر نور نبی کریم رؤوف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ **مَنْ رَانِي فَقَدْ رَايَ الْحَقَّ**۔ لیکن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہری طور پر دیکھا تو ابو جہل نے بھی تھا لیکن وہ کافر ہی

رہا کیونکہ اس نے محبت، عقیدت اور نورِ ایمانی سے سرکار کو نہ دیکھا تھا خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ۔ ترجمہ ”اے محبوب! وہ آپ کی طرف نظر تو کرتے ہیں لیکن وہ آپ کو دیکھتے نہیں ہیں“ کیونکہ اگر ان کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر آ جاتے اور جلوہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی آنکھوں کو نصیب ہو جاتا تو وہ آپ پر ایمان لے آتے۔ بالکل اسی طرح اولیاء اللہ کے پاس صرف عقیدت اور محبت سے بیٹھنے والا ہی فیض حاصل کر سکتا ہے اور وہ یقیناً درج بالا حدیث قدسی کا مصداق ہوتا ہے اور کبھی بد بخت نہیں ہو سکتا۔ اللہ والوں کے سچے غلاموں کا ہمیشہ خاتمہ بالخير ہوتا ہے۔

الحمد للہ! آپ میرے اس مضمون کو بار بار غور سے پڑھیں گے تو آپ محسوس فرمائیں گے کہ رافضیت اور خارجیت سے ہم اہل سنت کا دور دور تک کوئی تعلق نہیں۔ اسی لئے آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف سے بیک وقت شانِ صحابہ میں بھی اور حبِ اہل بیت پاک میں بھی کثیر کتب شائع کی گئیں ہیں زیرِ نظر کتاب بفضلہ تعالیٰ مقبول زمانہ تحریر کی حیثیت سے عوام و خواص میں مقبول ہو چکی ہے اور یہ اس کا چوتھا اور پانچواں ایڈیشن شائع ہو رہا ہے۔ یہ تحریر اللہ کریم جل جلالہ کے کرم، اس کے حبیب پاک، امام الانبیاء والمرسلین ﷺ کی خصوصی نظرِ رحمت پاک اور سلسلہ عالیہ کے تمام سانیوں و بزرگانِ دین کی خصوصی توجہات اور دعاؤں کا نتیجہ ہے اور جیسا کہ اوپر تفصیل سے میں نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اپنے خواب کا ذکر کیا ہے درحقیقت یہ خواب خود رسول اللہ ﷺ اور

حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں ایک عظیم فیصلہ ہے۔ اس کتاب کا موضوع بھی یہی ہے جس طرح کہ کتاب کے سرورق سے ظاہر ہے ہمارے حکم سے ہمارے ہی خادم برخوردار محمد رفیق کیلانی سلمہ نے یہ کتاب لکھی ہے جس میں موضوع سے انصاف کا حق ادا کر دیا گیا ہے۔ اس کا حرف حرف میں نے مطالعہ کیا ہے اور سکون قلب و ایمان کا سبب پایا ہے انشاء اللہ نظر انصاف سے پڑھنے والا ہر آدمی اسے پڑھ کر اپنی آخرت سنوارے گا۔ ہمارا مقصود بھی اس سے صرف یہی ہے کہ تبلیغ اسلام ہو اور وہ بھی بالخصوص عقائد حقہ کی تبلیغ۔ عزیز! سوچنا چاہیے کہ اگر پیارے آقا حضور پر نور نبی کریم ﷺ کے متعلق، آپ کے ازواج مطہرات کے متعلق کہ خدا تعالیٰ نے جنہیں مومنوں کی مائیں ارشاد فرمایا ہے، حضور ﷺ کی چار شہزادیوں کے متعلق چار شہزادیاں ہونے کا عقیدہ، حضور ﷺ کے سسرال، آپ ﷺ کے پیارے صحابہ اور آپ ﷺ کی اہل بیت پاک اور آل پاک (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے متعلق ہی تمہارا عقیدہ درست نہ ہو تو کیا پھر بھی امید رکھ سکتے ہو کہ روز قیامت حضور پر نور نبی کریم ﷺ کی شفاعت تمہیں نصیب ہوگی؟ ہرگز نہیں! برخوردار! روزانہ زندگی کا سفر طے ہو رہا ہے اور یوں سمجھنا چاہیے کہ ہم اپنے سفر کا ایک میل فاصلہ روزانہ طے کر رہے ہیں بالآخر ہمیں اللہ پاک کی اور اس کے رسول پاک ﷺ کی بارگاہ میں ایک روز پیش ہونا ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کیا جواب دیں گے؟ ذرا ہوش کریں! صریح آیات قرآنی کا انکار کون سی نفع کی بات ہے؟ اس کتاب کو پڑھ کر کئی ہدایت یافتہ ہوئے ہیں اور اللہ

کے فضل سے، نبی کریم ﷺ کی نظرِ رحمت پاک سے اور میرے سلسلے والے
 سائوں کا صدقہ یہ ہدایت کا سلسلہ ہمیشہ قائم رہے گا مزید تصدیق کے طور پر میں
 نے اپنے ہاتھ سے درج بالا تفصیلی مضمون لکھ کر نئے ایڈیشن کے ساتھ شائع کرنے کا
 حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحیمی کریمی کا صدقہ اور حضور پر نور نبی کریم رؤوف و رحیم
 ﷺ کا صدقہ اور آپ کا وسیلہ ہماری یہ کاوش قبول فرمائے اور ملک گیر سطح پر اسے
 پھیلانے اور تمام بڑے شہروں کی مساجد، خطباء، کالج اور اسی طرح تمام مرکزی
 اداروں میں مفت تقسیم کرنے کے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے
 جس کی ابتدا میں ذاتی طور پر ان دو ایڈیشنوں کے شائع کرانے اور مفت تقسیم کرنے
 سے کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ صدقہ حضور نبی کریم ﷺ قبول فرمائیں۔ آمین ثم
 آمین۔

السید محمد باقر علی شاہ بخاری نقشبندی مجددی کیلانی
 سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ☆ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ☆ وَالْعَاقِبَةُ
 لِلْمُتَّقِينَ ☆ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ☆ أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ
 اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كَلَامِهِ الْمَجِيدِ وَفُرْقَانِهِ الْحَمِيدِ ☆ لَا يَسْتَوِي
 مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلٌ أُولَئِكَ أَعْطَاهُ دَرَجَةً مِمَّنْ
 الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِهِ وَقَاتِلُوا ط وَكَلَّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى ط وَاللَّهُ
 بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (پ ۲۷؛ ع ۱۷؛ الحديد) ☆

مضمون ہذا کے اضافے کی ضرورت :- حضرات! دارالتبلیغ آستانہ
 عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کی طرف سے شائع شدہ؛ تعارف حضرت سیدنا امیر
 معاویہ رضی اللہ عنہ؛ مصنفہ مولانا محمد علی مرحوم میں قرآن و حدیث اور اقوال ائمہ
 اہل بیت کی روشنی میں حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تفصیلی تعارف موجود ہے
 ۔ مناقب سیدنا امیر معاویہ؛ مصنفہ حافظ شفقات احمد صاحب بھی شائع ہو چکی ہے
 مزید یہ کہ حق کے متلاشی حضرات کے لئے دو ضخیم جلدوں میں؛ دشمنانِ امیر
 معاویہ کا علمی محاسبہ؛ مصنفہ مولانا محمد علی مرحوم آف بلال گنج لاہور میں اتنا علمی اور
 تحقیقی مواد موجود ہے کہ جو ان کتب کو صدقِ دل سے پڑھے گا۔ بفضلہ تعالیٰ دولت
 ایمان سے محروم نہیں رہے گا اور کبھی بھی رفض و شیعیت میں گرفتار نہیں ہوگا کیونکہ
 رفض و شیعیت کا پہلا زینہ ہی حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گستاخی اور بے
 ادبی ہے۔ کیونکہ آپ کا تب و جی، صحابی رسول اور مرکزِ ہدایت بہ فرمانِ مصطفیٰ کریم صلی

اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہیں اور حضور اقدس ﷺ کے سالے ہیں اور وہ ہستی ہیں کہ جن کی جناب سید بن کریمین، حضور سیدنا امام حسن اور حضور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما سردار جوانانِ جنت نے بیعت کی ہے۔ اور بیس سال کا طویل عرصہ تادمِ آخر اس بیعت پر قائم رہے ہیں۔ یہ مضمون صرف اس لئے اضافہ کیا جا رہا ہے کہ جو حضرات چند لمحوں کی فرصت میں سطورِ ذیل پڑھ لیں تو کم از کم ان پر بھی اتمامِ حجت ہو جائے اور ان پر ہر لحاظ سے حق واضح ہو جائے اور اگر پڑھنے والے کے سینے میں کچھ بھی خوفِ خدا موجود ہو تو اپنی آخرت برباد نہ کرے۔ یہ سطور حضرت پیر طریقت رہبر شریعت، قبلہ عالم، سرتاج الاولیاء، زبدۃ الاصفیاء، حضور قبلہ حضرت الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف کے حکم پر اور آپ کے لختِ جگر پروردہ آغوش ولایت، میرے علمِ دین کے اول و آخر استاد اور شیخِ کامل جامع معقول و منقول ابو الحسنین حضرت الحاج پیر سید محمد عظمت علی شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم القدسیہ کی نگرانی میں تحریر کی گئی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ان ہستیوں نے اپنے نورانی اوقات میں جس انہماک سے اسے لفظ بہ لفظ سنا ہے اور پسند فرمایا ہے۔ بلکہ بڑی ہی تحسین فرمائی ہے اس سے یہ تحریر انشاء اللہ مخلوقِ خدا کی ہدایت اور رہنمائی کا سبب بنے گی۔ ہمارا موضوع حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ بابرکات ہے۔ ضمناً چار بناتِ رسول ﷺ کا مسئلہ بھی تفصیل سے ۳۳ معتبر ترین کتب شیعہ سے بیان کر دیا گیا ہے۔ چونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو محبوبِ خدا ﷺ سے نسبت

صحابیت حاصل ہے اور یہ طے شدہ بات ہے کہ اپنے محبوب ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر پہلو سے اہتمامِ عظمت کیا ہوا ہے۔

محبوبِ خدا ﷺ کے لیے ہر پہلو سے اہتمامِ عظمت کیا گیا

قارئین حضرات! حسنِ کائنات سمٹا تو چہرہ مصطفیٰ ﷺ بن گیا۔ جملہ کمالاتِ ظاہری و باطنی، صوری و معنوی، ذاتی و عطائی، وہی و فضلی مجتمع ہوئے تو صاحبِ خلقِ عظیم، رحمۃ العالمین، سلطان الانبیاء والمرسلین اور محبوبِ رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا وجودِ پُر نور سرزمینِ مدینہ منورہ میں تشریف فرما دکھائی دیتا ہے، حضورِ پُر نور نبی کریم رُؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے لیے ہر پہلو سے رب کریم کی طرف سے عظمت و شرافت کا اہتمام کیا گیا۔ اس کا اندازہ اس حدیثِ مبارکہ سے کیا جاسکتا ہے جو جامع ترمذی شریف میں موجود ہے:-

فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ
مَنْ أَنَا؟ فَقَالُوا أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ
قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ
أَنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ ثُمَّ
جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ

فِرْقَةٍ ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِي
خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بِيُوتًا
فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا۔ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

(جامع ترمذی شریف ج ۲ ص ۶۶۶ مترجمہ)

ترجمہ:- حضور پر نور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر شریف پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا میں کون ہوں؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا آپ سلام ہو آپ اللہ کے رسول ہیں فرمایا میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں خدا نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے بہترین مخلوق میں پیدا کیا۔ پھر مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین طبقہ میں داخل کیا۔ پھر ان کے مختلف قبائل بنائے تو مجھے بہترین قبیلہ میں داخل فرمایا۔ پھر ان کے گھرانے بنائے تو مجھے بہترین گھرانے میں داخل کیا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اس قولی حدیث مبارکہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آقا کے شایان شان کتنا اہتمام عظمت کیا گیا۔ یہی اہتمام عظمت ہر جگہ موجود ہے۔ اللہ۔ اللہ! یہ انہی کا مرتبہ ہے کہ وہ رخ بدلیں تو قبلہ بدل جائے۔ وہ ہاں کہہ دیں تو احکام فرض ہو جائیں۔ منع کر دیں تو حرمت لازم ہو جائے۔ ادب اتنا کہ ان کی آواز پر آواز اونچی نہیں ہو سکتی۔ نام لے کر بلانے کی اجازت نہیں۔ دل پر اختیار نہیں ہوتا۔ گمان پر گرفت نہیں ہوتی مگر ان

کے فیصلے کے خلاف دل میں بھی گمان، تنگی اور ناگواری ہو تو ایمان نہیں رہتا
قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے:-

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا
يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ☆ (سورہ نساء)

ترجمہ:- اے محبوب! تیرے رب کی قسم! وہ مومن ہی نہیں جب تک کہ اپنے ہر
فیصلے اور جھگڑے میں تمہیں اپنا فیصلہ کرنے والا اور حاکم تسلیم نہ کر لیں۔ پھر جو فیصلہ
آپ کریں اس کے متعلق اپنی جانوں میں بھی ناگواری تک محسوس نہ کریں اور اس کو
اس طرح مان لیں جیسا کہ ماننے کا حق ہے۔ (القرآن، سورہ نساء)

حضور اقدس کے فیصلوں کی عظمت یہ ہے کہ جو نہ مانے وہ مومن ہی نہیں؛ حیرت
ہے اور افسوس کا مقام ہے کہ سورہ نساء کی اس نص قطعی کے باوجود اہل شیعہ
کہاں بھٹک رہے ہیں؟ ان کی کون سی مشکل ہے جو اس آیت سے حل نہیں ہوتی؟
کیا پیارا اعلان قرآن مجید ہے کہ میرا محبوب تو جہاں بھر کے قضیوں کو، معاملات
کو بلکہ کل کائنات کے جھگڑوں کو نمٹانے میں ایسا حتمی فیصل اور حاکم بن کر آیا
ہے کہ دیگر مخلوق کے درمیان کئے گئے آپ کے فیصلے کو جو نہ مانے یا اوپر سے
مان کر سینے میں تنگی محسوس کرے فرمایا وہ مومن ہی نہیں پس پتہ چلا:-

(۱) یہ کہ جو سرکار اقدس ﷺ کے فیصلے جو دوسروں کے جمیع امور میں ہوئے جو ان کو
نہ مانے وہ مومن ہی نہیں پھر جو فیصلے حضور پر نور ﷺ نے خود اپنی ذات با
برکات کے بارے میں کئے جو قطعی طور پر حضور اقدس ﷺ کے گھریلو اور ذاتی

فیصلے ہیں جو ان کو نہ مانے وہ کیسے مسلمان ہو سکتا ہے؟ اس سے ثابت ہوا کہ جو جملہ امہات المومنین، حضور ﷺ کے سسرال حضور ﷺ کے سالوں اور دامادوں اور آپ کے اصحاب پاک اور آل پاک کو نہیں مانتا وہ مومن ہی نہیں۔ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ام المومنین حضرت ام حبیبہ کے بھائی ہیں اور نبی پاک ﷺ کے سالے ہیں۔ کاتب وحی ہونا اس کے علاوہ ایک ممتاز شرف ہے۔

(۲) ضمناً اسی مقام پر میں اہل شیعہ کے علماء و عوام اور اصحاب دانش کو اس نقطہ پر ہزار ہا مرتبہ غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہوں اور ان سے یہ بات ببا ننگ دہل پوچھنا چاہتا ہوں مجھے بتایا جائے کہ اگر کسی مجلس نکاح میں دولہا کے علاوہ ہزار آدمی بیٹھے ہیں تو اگر دولہا کا فیصلہ نہ میں ہو تو کیا اس مجلس میں موجود ہزار افراد کے ہاں اور قبول کہنے سے نکاح ہو جائے گا؟ یقیناً آپ بھی اتفاق کریں گے کہ اس طرح ہرگز دولہا کا نکاح نہیں ہوگا۔ نکاح کب ہوگا؟ بات واضح ہے کہ جب دولہا اپنے فیصلہ کے اظہار کے طور پر کہے گا۔ قَبِلْتُہَا کہ میں نے اسے قبول کیا تو نکاح ہو جائے گا دولہا کا قبول کرنا قطعاً اور خالصتاً اس کا ذاتی فیصلہ ہے ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لخت جگر حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نور نظر حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سگی ہمشیرہ حضرت سیدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دیگر امہات المومنین سے حضور پر نور نبی کریم ﷺ نے نکاح مبارک فرمائے تو انہیں نکاح میں قبول کرنے کا فیصلہ مکمل طور پر آپ کا اپنا فیصلہ ہے۔

اور سنو! جب نبی پاک ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت حفصہ اور حضرت ام حبیبہ اور دیگر تمام ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو اپنے نکاح مبارک میں قبول فرمایا تو اللہ کریم نے ہمیشہ ہمیشہ اہل اسلام کو فرمایا۔

وَازْوَاجَهُنَّ الْمُؤْمِنَاتُ (القرآن)

ترجمہ:- میرے نبی کی بیویاں اے مومنو! تمہاری مائیں ہیں۔

برخوردار خبردار! کچھ کہنے سے پہلے اب ہزار بار سوچنا! کہ حضور سیدہ عائشہ صدیقہ حضرت حفصہ اور حضرت ام حبیبہ اور دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن تمہاری مائیں ہیں روزانہ قرآن کی تلاوت کرو گے تو نہ چاہتے ہوئے بھی تمہیں روزانہ پڑھنا پڑے گا اَزْوَاجَهُنَّ الْمُؤْمِنَاتُ۔ کہ نبی کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں۔ کیا ماں کا بے ادب جنت میں جاسکتا ہے؟ پھر سوچیں کہ دوسروں کے امور میں نبی پاک ﷺ کا فیصلہ نہ ماننے والا سورہ نساء کی درج بالا آیت کی رو سے کافر ہے اور جو سید عالم ﷺ کا اپنی ذات بابرکات اور وہ بھی نکاح جیسے فیصلے کا منکر ہو اس کے کفر میں کیسے شک کیا جاسکتا ہے؟

(۳) میرا موضوع تو یہ نہیں لیکن نہ ماننے والوں کے جرم کی سنگینی کے پیش نظر کہتا ہوں کہ جو حضور اقدس ﷺ کی اولاد پاک یعنی آپ کی چار صاحبزادیوں کو چار نہ مانے۔ ان کے نسل رسول ہونے کا ہی انکار کرے تو کیوں نہ ایسوں پر آسمان پھٹ پڑے۔ ارے! تیری اگر چار بیٹیاں ہوں اور تیری نسل ہوں اور کوئی تجھے

کہے کہ نہیں ان میں سے تیری صرف ایک بیٹی ہے باقی تین تیری ہی نہیں! تو خود سوچ تجھ پہ کیا گذرے گی؟ پھر اللہ کے محبوب کو ایسی بکواس سے کیوں

ایذا دیتا ہے اللہ فرماتا ہے

إِنَّ الْكَافِرِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ (القرآن)

ترجمہ:۔ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دینے والے پر اس دنیا میں
بھی لعنت ہے اور آخرت میں بھی لعنت ہے (القرآن) اور یاد رکھیں آپ کی چار
صاحبزادیوں کا انکار خود قرآن کا انکار ہے اللہ فرماتا ہے؛

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَائِكَ
الْمُؤْمِنِينَ۔ (احزاب: ۵۹)

ترجمہ:۔ اے نبی اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور مومن عورتوں
سے فرمادیں؛ اس آیت مبارکہ میں ازواج اور بنات دونوں جمع کے صیغے ہیں۔
عربی میں جمع کم از کم تین یا زیادہ تعداد کے لئے آتی ہے۔ اللہ نے جمع کا
صیغہ فرمایا ہے

قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ اس نص قطعی کا انکار کے جو حضرت
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ سید عالم ﷺ کی باقی تین صاحبزادیوں کا
انکار کرے کیا اس پر دارین میں لعنت ہونے میں کوئی شک ہو سکتا ہے؟
نہیں ہرگز نہیں۔ یکے بعد دیگرے دو صاحبزادیوں کی شادی حضرت عثمان غنی رضی
اللہ عنہ سے ہوئی تو ان کو آج تک؛ ذوالنورین؛ کے لقب سے کیوں مورخ یاد کرتے

ہیں؟ اور اس پر شیعہ سنی کتب متفق ہیں۔ جو اپنے نبی کی اولاد جیسی حقیقت کو جھٹلا دے اس سے اور کیا توقع کی جاسکتی ہے؟

☆ 1۔ یہ کونسا اعتراض ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ قریشی تھے۔ لہذا حضور سید عالم ﷺ کی شہزادیوں سے ان کا نکاح کیسے ممکن ہے؟ ہم پوچھتے ہیں حضرت علی اور حضرت سیدہ خاتون جنت کی شہزادی حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح مبارک سید سے ہوا یا قریشی سے؟ یہ عقد حضرت عبداللہ بن جعفر طیار قریشی سے ہوا جن سے شہزادگان عون و محمد شہداء کربلا پیدا ہوئے (منتہی الآمال (اہل شیعہ) ج ۱ ص ۲۱۷) حضرت سیدہ زینب بنت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور سید عالم ﷺ کی بیٹی کی بیٹی ہیں اور اس طرح حضور ﷺ کی ہی ایک واسطہ سے بیٹی ہوئیں۔ ان کا نکاح مبارک خاندان قریش میں ہوا تو حضور ﷺ کی حقیقی صاحبزادیوں کی شادی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیسے نہیں ہو سکتی جو قریشی ہیں اور سلسلہ نسب میں چھ پشتوں سے سید عالم ﷺ سے جاملتے ہیں۔

☆ 2۔ برخوردار! سب جانتے ہیں کہ حضرت سیدہ فاطمہ کی موجودگی میں حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور شادی کرنا بحکم رسول ﷺ حرام تھا لیکن ان کے وصال کے بعد حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختلف اوقات میں آٹھ شادیاں کیں اور کثیر الاولاد ہوئے مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۳۰۴ اور منتہی الآمال جلد اول ص ۲۱۷ باب دوم فصل ششم در ذکر اولاد حضرت امیر المومنین علیہ السلام میں باختلاف مورخین آپ کے اٹھارہ بیٹے اور اٹھارہ بیٹیاں ہیں انسان انہی ناموں پر اولاد کے نام رکھتا ہے جن

سے پیار ہوتا ہے آج تک کسی اہل اسلام نے اپنی اولاد کے نام شداد، ہامان، نمرود اور فرعون نہیں رکھے کیونکہ ان سے کسی مسلمان کو پیار نہیں حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیدہ فاطمہ سے اولاد کے علاوہ باقی ساری اولاد علوی کہلائی شیعہ سنی کتب متفق ہیں کہ ان علوی بیٹوں میں سے حضرت علی نے تین بیٹوں کے نام ابوبکر، عمر اور عثمان رکھے۔ (ملاحظہ ہوں کتب شیعہ کشف الغمہ ص ۱۳۲، تاریخ ائمہ ص ۴۳۔) ان میں سے دو بیٹے حضرت ابوبکر و حضرت عمر معرکہ کربلا میں شہید بھی ہوئے۔ معلوم ہوا کہ آپ کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان تینوں ہستیوں سے اتنا پیار تھا کہ ان کے ناموں پر اپنے بیٹوں کے نام رکھے۔ برخوردار! بلا تعصب ٹھنڈے دل سے سینہ پر ہاتھ رکھ کر ذرا سوچ! مولا علی کے سچے نام لیوا ہونے کی حیثیت سے ہمیں بھی سنت علیؑ پوری کرتے ہوئے اپنے بیٹوں کے نام ابوبکر و عمر و عثمان رکھنے چاہئیں یا نہیں؟ بہر حال! آدم برسر مطلب!

ہم پوچھتے ہیں کہ حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باقی اولاد جو علوی کہلائی جن میں حضرت عباس علمدار جیسی ہستیاں بھی موجود ہیں۔ ذرا سوچ کر بتائیں کیا ان کی مائیں سادات سے تھیں؟ آپ بھی اتفاق کریں گے کہ ہرگز نہیں بلکہ وہ خاندان قریش سے تھیں۔ حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

تمام شادیاں خاندان قریش میں ہو سکتی ہیں اور یہ امر واقعہ ہے اس میں کوئی عیب بھی نہیں تو حضور پر نور ﷺ کی حقیقی شہزادیوں میں حضرت رقیہ و حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یکے بعد دیگرے شادیاں خاندان قریش سے ہی رسول اللہ

ﷺ کی محبوب شخصیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیوں نہیں ہو سکتیں؟

☆ 3۔ اسی طرح بھولے اہل اسلام کو یہ کہہ کہ گمراہ کیا جاتا ہے کہ پھر یہ صاحبزادیاں مباہلہ میں کیوں شامل نہ ہوئیں؟ تو جس طرح کہ کتب شیعہ حیات القلوب ج ۲ ص ۱۰۲۸، اور منتخب التواریخ ج ۱ ص ۲۴ پر درج ہے کہ حضرت رقیہ ۲ ہجری۔ حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم ۷، ۸ ہجری اور سیدہ فاطمہ الزہرا کا وصال مبارک گیارہ ہجری کو ہوا۔ جب مباہلہ ۱۰ ہجری کو ہوا اس وقت اکیلی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندہ تھیں۔ لہذا دیگر صاحبزادیوں کے مباہلہ میں شریک نہ ہونے کا سوال ویسے ہی فضول ہے۔ ہم یہاں معتبر ترین تینتیس (۳۳) کتب شیعہ سے تحقیق پیش کر رہے ہیں تفصیلی حوالہ جات سے پہلے ان کتب اور ان کے مصنفین کے نام ذیل میں دے جا رہے ہیں۔ ان پر پہلی نظر ہی اس حقیقت کو واضح کر دے گی۔ کہ یہ کتب خود اہل شیعہ کے نزدیک کس قدر معتبر اور ان کے مصنفین اہل شیعہ کے نزدیک کس قدر محترم ہیں؟ مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر ہم نے صرف ان کتب شیعہ کے حوالے حضور اقدس ﷺ کی حقیقی چار صاحبزادیاں ہونے پر پیش کئے ہیں۔ جو خود اہل شیعہ میں ایک فیصلہ کن اتھارٹی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ فیصلہ تو احکم الحاکمین اللہ کریم نے ہی کر دیا کہ فرمایا اَزْوَاجُکَ وَبَنَاتُکَ یعنی محبوب تیری بیویاں اور تیری بیٹیاں اس کے بعد جس کے نصیبوں میں ہدایت ہوا سے مزید کسی حوالے اور فیصلے کی تو ضرورت نہیں رہتی لیکن ہم پھر بھی خود اہل شیعہ کے متقدمین اور متاخرین علماء کی بات کرتے ہیں کہ یہ جرات تو ان کو بھی نہیں ہوئی اور بلا لحاظ مسلک و مذہب میں حسن ظن رکھتا ہوں کہ آج بھی کسی اہل علم کو نہیں ہے اور نہیں ہونی چاہیے کہ حضور پر نور سید عالم ﷺ کی حقیقی اور صلیبی

چار بیٹیاں سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہونے کا انکار کر سکیں۔ جہاں تک ممکن ہو سکامحولہ کتب کے مصنفین کے ہم نے تاریخ وفات بھی ساتھ درج کر دے ہیں تاکہ پتہ چلے کہ ہر دور میں شیعہ مجتہدین متقدمین و متاخرین باوجود ہزار اختلافات کے سید عالم ﷺ کی چار حقیقی بیٹیاں ہونے پر متفق ہیں۔

ملاحظہ ہوں چار بنات رسول کیلئے محولہ کتب اور ان کے مصنفین کے نام:- سب سے پہلے اہل شیعہ دن رات جنہیں پکارتے ہیں یا صاحب الزمان اُدرِ کئی۔ اس امام زمان و امام غائب کا فرمان جس کتاب کے صفحہ اول پر لکھا ہوا ہے کہ اصول کافی وہ کتاب ہے جو کافٌ لِشِيعَتِنَا یعنی جو ہمارے شیعوں کو کافی ہے یعنی

1۔ اصول کافی جلد اول ص ۴۳۹ مطبوعہ تہران طبع جدید تصنیف محمد بن یعقوب کلینی رازی متوفی ۳۲۹ ہجری

2۔ فروع کافی ج ۲ ص ۱۵۶ اور ج ۶ ص ۶ باب فضل البنات تصنیف محمد بن یعقوب کلینی رازی متوفی ۳۲۹ ہجری

شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی متوفی ۴۶۵ ہجری کہ جو مذہب شیعہ کا رکن اعظم ہے اور جس نے اہل شیعہ کیلئے عظیم علمی ورثہ چھوڑا ہے اس نے اپنی درج ذیل عظیم تصانیف میں نبی کریم ﷺ کی حقیقی چار بنات حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے تسلیم کی ہیں کتب مع جلد اور صفحہ نمبر اور مطبع تک درج کئے جا رہے ہیں:-

- 3- تہذیب الاحکام ج ۸ ص ۶۱ باب عدة النساء مطبوعہ تہران طبع جدید
- 4- الاستبصار ج اول ص ۲۲۵، ۲۸۵ کتاب الجنائز
- 5- تلخیص الشافی جلد ۲ ص ۵۴، ۵۵ مطبوعہ قم ایران طبع جدید
- 6- المبسوط ج ۴ ص ۱۵۸ کتاب النکاح
- 7- قرب الاسناد تصنیف ابوالعباس عبداللہ بن جعفر حمیری قمی متوفی ۳۰۰ ہجری
- 8- خصال شیخ صدوق ابواب السبعہ جلد ۲ صفحہ ۳۸ تصنیف شیخ محمد بن علی صدوق متوفی ۳۸۱ ہجری (بحوالہ مراۃ العقول ج اول ص ۳۵۲)
- 9- بحار الانوار ج ۲۲ ص ۱۶۶، ۱۶۷ باب عدد اولادہ علیہ السلام مطبوعہ تہران طبع جدید تصنیف ملا باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۱ ہجری
- 10- حیات القلوب ج ۲ باب ۵۱ ص ۱۰۲، اسی جلد میں باب فضائل خدیجہ ص ۱۵۷ تصنیف ملا باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۱ ہجری
- 11- مراۃ العقول ج ۵ ص ۱۸۰ مطبوعہ تہران طبع جدید تصنیف ملا باقر مجلسی
- 12- کتاب الشافی تصنیف نامور شیعہ مجتہد شیخ مرتضیٰ علم الہدیٰ متوفی ۴۰۶ ہجری (یاد رہے یہ وہی شخصیت ہیں کہ تحریف قرآن کے سلسلہ میں اہل شیعہ اپنے ائمہ معصومین کی مرفوع روایات کو چھوڑ کر شیخ مرتضیٰ کے مسلک کو اپنانے اور قرآن کے مکمل اور غیر محرف ہونے کا مناظروں میں دعویٰ کرتے ہیں)
- 13- مسالک الافہام شرح شرائع الاسلام تصنیف زین الدین احمد عالمی متوفی ۹۶۴ ہجری
- 14- تنقیح المقال فی علم الرجال ج ۳ ص ۷۷ باب الحاء تصنیف شیخ عبداللہ

مامقانی متوفی ۱۳۲۳ ہجری

15- نسخ التواریخ (جلد اول ص ۱۶۴، وقائع سال دوم ہجری، ج اول ص ۶۶۹

، ج ۳ ص ۹۳ تصنیف لسان الملک مرزا محمد تقی سپہر متوفی ۱۲۹۷ ہجری

16- مجمع البحرین (بحوالہ اعیان الشیعہ ج ۳ ص ۲۸۷ تذکرہ ام کلثوم بنت محمد

صلی اللہ علیہ وسلم)

17- نہج البلاغہ (بحوالہ شرح فیض الاسلام و شرح ابن ابی حدید) مصنف سید ابو

الحسن شریف محمد رضی متوفی ۴۰۴ ہجری

18- مجالس المومنین ج اول ص ۲۰۴ تصنیف نور اللہ شوستری متوفی ۱۰۱۹ ہجری

19- انوار نعمانیہ ج اول ص ۳۶۶ مطبوعہ تبریز طبع جدید تصنیف سید نعمت اللہ

الجزائری

20- اعلام الوریاء تصنیف علامہ طبرسی بحوالہ اعیان الشیعہ

21- ذبح عظیم ص ۲۴ مطبوعہ لاہور طبع جدید تصنیف سید اولاد حیدر بلگرامی

22- منتخب التواریخ باب اول ص ۲۴ حالات ازواج و اولاد پیغمبر تصنیف حاجی محمد

ہاشم بن محمد علی خراسانی

23- تحفۃ العوام حصہ اول باب ۷ ص ۱۱۳ مطبوعہ لکھنؤ تصنیف مفتی مظفر حسین احمد علی

24- تفسیر مجمع البیان ج ۲ ص ۳۳۳ تصنیف ابوعلی فضل بن حسن طبرسی

25- تفسیر منہج الصادقین ج ۷ ص ۳۳۲ تصنیف ملا فتح اللہ کاشانی

26- ابن ابی حدید شرح نہج البلاغہ ج ۳ ص ۴۶۰ طبع بیروت تصنیف ابوالحامد عبد

الحمید بن ہبۃ اللہ المعروف بہ ابن حدید متوفی ۶۵۶ ہجری

27- فیض الاسلام شرح نہج البلاغہ خطبہ ۱۴۳ ص ۵۲۸ تصنیف حاجی سید علی تقی المعروف فیض الاسلام

28- چہارده معصوم ج اول باب پنجم ص ۲۲۲ مطبوعہ تہران تصنیف عماد الدین حسین اصفہانی

29- اعیان الشیعہ ج سوم ص ۴۸۷ تذکرہ ام کلثوم بن محمد ﷺ

30- منہی الآمال ج اول فصل ہشتم باب اول ص ۱۲۵ تصنیف شیخ عباس قمی متوفی ۱۳۵۹ ہجری

31- مروج الذهب ج ۲ ص ۲۹۱ تصنیف ابوالحسن علی بن حسین مسعودی متوفی ۳۴۶ ہجری

32- التنبیہ والاشراف ص ۲۵۵ تحت ذکر خلافت عثمان تصنیف ابوالحسن علی بن حسین مسعودی متوفی ۳۴۶ ہجری

33- مناقب آل ابی طالب ج اول ص ۱۶۱ تصنیف علامہ محمد بن علی بن شہر آشوب متوفی ۵۸۸ ہجری

1- اصول کافی سے نبی پاک ﷺ کی چار صاحبزادیوں کا فتویٰ

وَتَزَوَّجَ خَدِيجَةَ وَهُوَ ابْنُ بَضْعٍ وَعِشْرِينَ
سَنَةً فَوُلِدَ لَهُ مِنْهَا قَبْلَ مَبْعَثِهِ الْقَاسِمُ

وَرُقِيَّةُ وَزَيْنَبُ وَأُمُّ كُلْثُومٍ وَوَلِدَاكَ
بَعْدَ الْمَبْعَثِ الطَّيِّبِ وَالطَّاهِرِ وَالْفَاطِمَةُ
عَلَيْهَا السَّلَامُ

راصول کافی جلد اول صفحہ ۴۳۹ مطبوعہ تہران جدید اور
اصول کافی مترجم جلد اول صفحہ ۵۲۲، مطبوعہ کراچی)

ترجمہ:- اور نبی پاک ﷺ نے بیس سال

سے زائد عمر میں حضرت خدیجہ سے شادی کی اور اعلان نبوت سے پہلے حضرت خدیجہ
کے بطن سے نبی پاک ﷺ کے صاحبزادے حضرت قاسم اور صاحبزادیاں
حضرت رقیہ، حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم پیدا ہوئیں اور بعثت کے بعد انہی
خدیجہ سے طیب و طاہر اور حضرت فاطمہ علیہا السلام پیدا ہوئیں (اصول کافی جلد اول
صفحہ ۴۳۹، مطبوعہ تہران جدید اور اصول کافی مترجم جلد اول صفحہ ۵۲۲، مطبوعہ کراچی)
2۔ منتخب التواریخ باب اول صفحہ ۲۲ مطبوعہ ایران حالات از واج و اولاد پیغمبر کے
ذیل میں واشگاف الفاظ میں درج ہے۔ اما مکرمہ زینب در سال پنجم از

تزوید جناب خدیجۃ الکبریٰ بہ پیغمبر ﷺ متولد شد

ترجمہ حضرت زینب نبی پاک ﷺ کے حضرت خدیجہ سے نکاح کے پانچویں سال
پیدا ہوئیں۔ پھر صاحب منتخب التواریخ نے حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم کی پیدائش
اور یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کا ذکر کیا اور لکھا "لہذا

وَرُقِيَّةُ وَزَيْنَبُ وَأُمُّ كُلْثُومٍ وَوَلِدَالَهُ
بَعْدَ الْمَبْعَثِ الطَّيِّبِ وَالطَّاهِرِ وَالْفَاطِمَةُ
عَلَيْهَا السَّلَامُ۔

د اصول کافی جلد اول صفحہ ۴۳۹ مطبوعہ تہران جدید اور
اصول کافی مترجم جلد اول صفحہ ۵۴۲ مطبوعہ کراچی)

ترجمہ:- اور نبی پاک ﷺ نے بیس سال

سے زائد عمر میں حضرت خدیجہ سے شادی کی اور اعلان نبوت سے پہلے حضرت خدیجہ
کے بطن سے نبی پاک ﷺ کے صاحبزادے حضرت قاسم اور صاحبزادیاں
حضرت رقیہ، حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم پیدا ہوئیں اور بعثت کے بعد انہی
خدیجہ سے طیب و طاہر اور حضرت فاطمہ علیہا السلام پیدا ہوئیں (اصول کافی جلد اول
صفحہ ۴۳۹، مطبوعہ تہران جدید اور اصول کافی مترجم جلد اول صفحہ ۵۴۲، مطبوعہ کراچی)
2۔ منتخب التواریخ باب اول صفحہ ۲۴ مطبوعہ ایران حالات از واج و اولاد پیغمبر کے
ذیل میں واشگاف الفاظ میں درج ہے۔ اما مکرمہ زینب در سال پنجم از

تزوید جناب خدیجۃ الکبریٰ بہ پیغمبر ﷺ متولد شد

ترجمہ حضرت زینب نبی پاک ﷺ کے حضرت خدیجہ سے نکاح کے پانچویں سال
پیدا ہوئیں۔ پھر صاحب منتخب التواریخ نے حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم کی پیدائش
اور یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کا ذکر کیا اور لکھا "لہذا

عثمان راذ والنورین میگویند یعنی اسی وجہ سے حضرت عثمان غنی کو ذوالنورین کہتے ہیں۔

3 دختران آنحضرت چہار نفر بودند و ہمہ از خدیجہ بنو جود

آمدند (حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۱۰۲، باب ۵۱ مطبوعہ نولکشور طبع قدیم)

ترجمہ نبی پاک ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں اور سب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئیں۔

4۔ فرمان حضرت امام جعفر صادق از منہی الامال و مروج الذهب

در قرب الاسناد از صادق علیہ السلام روایت شدہ است کہ از برائے رسول خدا ﷺ
از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب۔

ترجمہ قرب الاسناد میں امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ کی اولاد
طاہر و قاسم اور فاطمہ اور ام کلثوم اور رقیہ اور زینب سبھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
سے تولد ہوئی۔ (۱)۔ منہی الامال جلد اول صفحہ ۱۲۵، فصل ہشتم باب اول مطبوعہ ایران
۲، مروج الذهب جلد ۲ صفحہ ۲۹۱)

5۔ ملا باقر مجلسی خود نبی پاک ﷺ کا فرمان درج کرتا ہے۔ کوئی ہے جو اپنے نبی کے
فرمان کو مان لے؟ اور فرمان بھی ایسا جس میں آپ خود اپنی اولاد کی تفصیل بتا رہے
ہیں۔

”و خدیجہ اور اخذ رحمت کند از من طاہر مطہر را بہم رسانید کہ او عبد اللہ بود و قاسم را آورد
ورقیہ و فاطمہ و زینب و ام کلثوم از وہم رسید“

ترجمہ:- اللہ کریم حضرت خدیجہ پر رحمت فرمائے کہ مجھ سے حضرت خدیجہ نے طاہر و
مطہر (عبد اللہ) اور قاسم اور رقیہ اور فاطمہ اور زینب اور ام کلثوم سب کو جنم دیا۔

(حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۱۵۷، باب فضائل خدیجہ از ملا باقر مجلسی)

6 در قرب الاسناد بسند معتبر از حضرت صادق روایت کرده است کہ از برائے رسول خدا ﷺ از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ، ام کلثوم و رقیہ و زینب (حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۱۰۲۶، باب ۵۱ مطبوعہ نولکشور)

ترجمہ:- قرب الاسناد میں معتبر اسناد کے ساتھ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ کے بطن اقدس سے نبی پاک ﷺ کی یہ اولاد پیدا ہوئی۔ طاہر، قاسم (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)، فاطمہ، ام کلثوم، رقیہ، زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

7۔ اسی طرح مصنف باقر مجلسی صاحب مرآة العقول نے ج ۱ ص ۳۵۲ پر بھی نبی پاک کی حضرت خدیجہ کے بطن اطہر سے چار صاحبزادیوں کو تسلیم کیا اور علامہ ابن شہر آشوب کے ”المناقب سے مزید تائیدی حوالہ بھی دیا۔

8 فرمان نبی کریم ﷺ

وَهَذَا الْحُسَيْنُ خَيْرُ النَّاسِ خَالًا وَخَالَهٖ
وَخَالَهٖ عَبْدُ اللَّهِ وَابْرَاهِيمُ وَخَالَتُمُ
زَيْنَبُ وَرَقِيَّةٌ وَأُمُّ كَلْثُومٍ۔

(ذبیح عظیم صفحہ ۲۲، مصنف سید اولاد)

حیدر مطبوعہ لاہور طبع جدید

ترجمہ :- اور فرمایا یہ حسین ماموں اور خالہ کے لحاظ سے بھی تمام انسانوں سے افضل ہیں کیونکہ اس کے ماموں عبد اللہ اور ابراہیم ہیں اور اس کی خالائیں حضرت زینب حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن ہیں۔

وَإِنَّمَا وَلَدَتْ لَهُ ابْنَانِ وَارْبَعُ بَنَاتٍ زَيْنَبُ

وَرُقَيْيَةُ وَأُمُّ كَلْثُومٍ وَفَاطِمَةُ

(انوار نعمانیہ جلد اول ص ۳۶۶ مطبوعہ

تبریز طبع جدید)

ترجمہ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور پر نور نبی کریم ﷺ سے دو صاحبزادے جنے اور آپ سے ہی چار صاحبزادیوں حضرت زینب حضرت رقیہ حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) کو جنم دیا۔

قارئین! یہ اس کتاب کا حوالہ ہے جس میں مسلک ائمہ اور مذہب شیعہ کو صحت کے ساتھ نقل کرنے کا اس حد تک اہتمام کیا گیا ہے کہ اس کتاب کی ابتدا میں ہی خود انوار نعمانیہ کے مصنف کا یہ دعویٰ درج ہے۔

قَدْ التَزَمْنَا أَنْ لَا نَذْكُرَ فِيهِ إِلَّا مَا أَخَذْنَا

عَنْ أَرْبَابِ الْعَصْمَةِ الطَّاهِرِينَ أَوْ مَا عَمَّرَ

عِنْدَنَا مِنْ كُتُبِ النَّاقِلِينَ۔

ترجمہ ہم نے اس کتاب میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ ہم اس میں اور کوئی ذکر نہیں کریں گے سوائے اس کے جو ہم نے ائمہ معصومین سے اخذ کیا ہو یا جو کتب ناقلین سے ہم اہل شیعہ کے نزدیک صحیح ثابت ہوا ہے۔

۵۱: رَوَى الصَّدُوقُ فِي الْخِصَالِ بِإِسْنَادِهِ عَنْ
 أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ وَلِدَ لِرَسُولِ اللَّهِ مِنْ
 خَدَيْتِجَةَ الْقَاسِمِ وَالطَّاهِرِ وَهُوَ
 عَبْدُ اللَّهِ وَأُمُّ كَلْثُومٍ وَرُقِيَّةٌ وَزَيْنَبُ
 وَفَاطِمَةُ۔

(مرآة العقول شرح الاصول والفروع جلد

اول صفحہ ۳۵۲)

ترجمہ :- شیخ صدوق نے خصال میں اپنی سند سے حضرت ام ابو عبد اللہ سے روایت کیا کہ رسول خدا ﷺ کی اولاد جو حضرت خدیجہ سے ہوئی وہ قاسم اور طاہر المعروف بہ عبد اللہ اور ام کلثوم، رقیہ اور زینب اور فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) ہیں۔

(مرآة العقول شرح الاصول والفروع جلد اول صفحہ ۳۵۲)

۱۱ اہل شیعہ کے ائمہ جرح و تعدیل نے حضور اقدس ﷺ

کی چار بیٹیوں پر اجماع فریقین نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں شیعہ اپنے امام جرح و تعدیل مامقانی کی تصنیف تنقیح المقال جلد دوم صفحہ ۷۹ سے تفصیلاً پڑھ لیں تو انہیں نبی پاک ﷺ کی چار بیٹیوں کے انکار کی کبھی جرات نہ ہوگی کیونکہ حضرت سیدہ فاطمہ خاتون جنت کے علاوہ باقی صاحبزادیوں کو ربیبہ یعنی حضرت خدیجہ کی پچھلی بیٹیاں کہنے والوں کو مامقانی نے خود دندان شکن جواب دئے ہیں کیونکہ مسلک کوئی بھی ہو اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہو سکتا ہے کہ بیٹیاں ہمارے نبی کی حقیقی اور صلبی کہوں اور نعوذ باللہ! منسوب کسی اور سے کی جائیں؟ لہذا اس عظیم شیعہ محقق نے چار بنات رسول کے عقیدہ کو مابین فریقین متفق علیہ قرار دیا ہے اور اس پر فریقین کا اجماع نقل کیا ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

إِنَّ كُتُبَ الْفَرِيقَيْنِ مَشْحُونَةٌ بِأَنَّهُا وَلِدَاتُ
لِلنَّبِيِّ (ص) أَرْبَعُ بَنَاتٍ زَيْنَبُ وَأُمُّ كُلثُومٍ
وَفَاطِمَةُ وَرُقَيَّةُ

(تنقیح المقال جلد سوم صفحہ ۷۷، باب الحاء)

ترجمہ:- شیعہ سنی دونوں فریقوں کی کتابیں اس

بات کی تائید میں بھری پڑی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی حقیقی صلبی بیٹیاں چار تھیں جن

کے نام زینب۔ ام کلثوم، رقیہ اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن ہیں
(تنقیح المقال جلد ۳ صفحہ ۷۷ باب الحاء)

12 ملا باقر مجلسی نے بھی میں واضح طور پر بنات رسول چار ہونے پر اجماع فریقین
درج کیا ہے۔ دیکھیں مراۃ العقول ج ۵ ص ۱۸۰ مطبوعہ تہران طبع جدید

13 بلکہ لطف والی بات یہ ہے کہ اسی ملا باقر مجلسی نے مراۃ العقول جلد
۲۲ صفحہ ۱۶۴، ۱۶۵ تاریخ نبینا ﷺ مطبوعہ تہران طبع جدید میں دو مرکزی شیعہ مجتہد شیخ
مفید اور شیخ مرتضیٰ کا ایک طویل مکالمہ نقل کیا ہے جس میں انہوں نے دلائل سے حضور
سید عالم ﷺ کی چار حقیقی صاحبزادیوں کو تسلیم کیا اور اس کے بعد دل کھول کر ان
میں سے دو صاحبزادیوں کی یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
شادی تسلیم کی۔ مقام حیرت ہے کہ متقدمین شیعہ میں سے کسی کو یہ جرأت نہ پڑی کہ
حضور اقدس ﷺ کی چار صاحبزادیوں کے حقیقی ہونے کا انکار کرے۔ اس کے
برعکس آج مخالفت کیوں؟

14 اہل شیعہ کے دو نامور مجتہدین میں سے شیخ مرتضیٰ نے اپنی کتاب الشافی میں اور
شیخ طوسی نے اس کی شرح ”تلخیص الشافی“ جلد ۴ صفحہ ۵۴، ۵۵ مطبوعہ قم ایران طبع
جدید میں واضح طور پر اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ سیدہ رقیہ حضرت زینب اور حضرت ام
کلثوم حضور اکرم ﷺ کی صلبی اور حقیقی صاحبزادیاں ہیں۔

15 وَ زَوْجَ بِنْتَيْهِ رُقِيَّةَ وَ أُمَّرَ كُلْثُومَ عَثْمَانَ
لَمَّا مَاتَ الثَّانِيَةَ قَالَ لَوْ كَانَتِ الثَّالِثَةَ

لَزَّ وَجَنَاهَا اِيَّاهُ

المبسوط جلد چہارم صفحہ ۵۸ کتاب النکاح (

ترجمہ حضور ﷺ نے اپنی دو صاحبزادیاں رقیہ اور ام کلثوم یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقد میں دیں جب دوسری کا انتقال ہوا تو فرمایا اگر تیسری ہوتی تو اسے بھی عثمان کے عقد میں دے دیتا۔ یہاں صاف الفاظ ہیں زَوْجِ بَنْتَيْهِ کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی دو صاحبزادیوں کا نکاح سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا۔

16 چہارم معصوم جلد اول باب پنجم صفحہ ۲۲۲، مطبوعہ تہران طبع جدید میں اس امر کی تصریح کر دی گئی کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن سے حضور اکرم ﷺ کے بیٹوں کے علاوہ چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

17 نسخ التواریخ جلد اول صفحہ ۶۴ اوقائع سال دوم ہجری میں حضرت عثمان غنی ذوالنورین کے غزوہ بدر سے پیچھے رہ جانے کے واقعہ میں واضح طور پر لکھا کہ ”رقیہ دختر رسول خدا بود“

یعنی ”رقیہ حضور پر نور ﷺ کے رسول کی بیٹی تھیں۔“

18 نسخ التواریخ جلد اول صفحہ ۶۶۹ میں لکھا ہے۔

”در ہنگام ہجرت دو دختر پیغمبر در مکہ باز ماند۔“ ترجمہ حضور اکرم ﷺ کی دو

صاحبزادیاں ہجرت مدینہ کے وقت مکہ رہ گئی تھیں۔“

19 ناسخ التواریخ جلد سوم صفحہ ۹۳ پر حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوہ بدر میں برابر حصہ ملنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھا کہ وہ رسول خدا ﷺ سے پیچھے رہے کیونکہ ”رقیہ دختر رسول مریض بود“ کہ حضور اقدس ﷺ کی بیٹی رقیہ بیمار تھیں۔“

20 وَلَدَتْ خَدِيجَةَ لَهُ ﷺ زَيْنَبُ وَرُقِيَّةٌ وَأُمُّ كُلثُومٍ وَفَاطِمَةُ

ترجمہ:۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے حضور اکرم ﷺ کی چار بیٹیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن پیدا ہوئیں (بحار الانوار جلد ۲۲ صفحہ ۱۶۷، ۱۶۸، باب عدد اولاد علیہ السلام، مطبوعہ تہران، طبع جدید)

21 اعیان الشیعہ جس کی دس بڑی بڑی جلدیں ہیں اور شیعوں کی مایہ ناز کتاب ہے اس میں کتنے واضح الفاظ ہیں ملاحظہ ہوں:-

وَفِي مَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِيجَةَ أَرْبَع بَنَاتٍ كُلُّهُنَّ أَدْرَكْنَ الْإِسْلَامَ وَهَذَا جَرَنَ وَهْنُ زَيْنَبُ وَفَاطِمَةُ وَرُقِيَّةٌ وَأُمُّ كُلثُومٍ وَقَالَ الطَّبْرَسِيُّ فِي أَعْلَامِ التَّوَرَاءِ وَغَيْرُهَا إِنَّ أُمَّ كُلثُومٍ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ بَعْدَ اخْتِهَا رُقِيَّةً وَتُوفِّيَتْ عِنْدَآ.

راعیان الشیعہ جلد سوم ص ۲۸۷ تذکرہ ام کلثوم بنت محمد
صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ بیروت طبع جدید

”مجمع البحرین میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی حضرت خدیجہ کے بطن سے چار بیٹیاں تھیں ان سب نے اسلام قبول کیا اور ہجرت بھی کی۔ ان کے نام یہ ہیں زینب - فاطمہ - رقیہ اور ام کلثوم۔ اعلام الوریاء وغیرہ میں طبری نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی صاحبزادی ام کلثوم سے حضرت عثمان نے شادی کی جب کہ ان کی ہمشیرہ کا انتقال ہو گیا تھا حضرت رقیہ کا انتقال حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ہی ہوا تھا۔“
(راعیان الشیعہ جلد سوم صفحہ ۲۸۷ تذکرہ ام کلثوم بنت محمد ﷺ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

22 قارئین اہل شیعہ نے بنو ہاشم کی غیر بنو ہاشم سے رشتہ داریوں کے باب میں واضح طور پر لکھا ہے۔

از وَجْهِ ابْنَتِهِ عُثْمَانَ وَ زَوْجِ ابْنَتِهِ زَيْنَبُ
بِأَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ وَلَيْسَامِنْ بَنِي هَاشِمٍ
رمسبالک الافہام شرح و دشرائع الاسلام، جلد اول
مطبوعہ ایران سن طباعت ۱۳۷۳ھ

ترجمہ:- حضور اکرم ﷺ نے اپنی ایک صاحبزادی کی شادی
حضرت عثمان بن عفان سے کی اور دوسری دختر جناب زینب کا نکاح ابوالعاص بن ربیع

سے کیا اور یہ دونوں شخص بنی ہاشم سے نہ تھے (مسالک الافہام شرح ”شرائع الاسلام“
کتاب النکاح باب لواحق العقد“ جلد اول مطبوعہ ایران سن طباعت ۱۲۷۳ھ)

23 شیعوں نے خود آیت ۵۹ سورہ احزاب کا ترجمہ یوں کیا ہے ”اے پیغمبر بگوم
زنان خود را و مرد دختران خود را“

ترجمہ :- ”اے پیغمبر اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں سے فرمادو“ (منہج الصادقین جلد ۱
صفحہ ۳۳۲)

24 الحمد للہ! شیعوں کی مشہور کتاب تحفۃ العوام کی عبارت ملاحظہ ہو
جس میں نبی پاک ﷺ کے بیٹوں اور بیٹیوں پر درود بھیجنے کے بعد ان کی توہین
کرنے والوں اور ان کی وجہ سے سید عالم ﷺ کو ایذا دینے والوں پر لعنت کی گئی
ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى الْقَاسِمِ وَالطَّاهِرِ ابْنِي
نَبِيِّكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى رُقِيَّةَ بِنْتِ نَبِيِّكَ
وَالْعَنْ مَنْ اَذَى نَبِيِّكَ فِيْهَا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى
اُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ نَبِيِّكَ وَالْعَنْ مَنْ اَذَى نَبِيِّكَ فِيْهَا

(تحفۃ العوام حصہ اول باب ۱۱۳، مطبوعہ نو لکثور لکھنؤ)

ترجمہ :- اے اللہ! قاسم اور طاہر

پر رحمت بھیج۔ جو دونوں تیرے نبی کے بیٹے ہیں اے اللہ حضور ﷺ کی دختر رقیہ پر

رحمت نازل فرما اور جس نے تیرے نبی کو اس بیٹی کے معاملہ میں تکلیف دی اس پر لعنت فرمائے اللہ ام کلثوم بنت رسول پر رحمت فرما اور اس کے معاملہ میں نبی پاک کو دکھ اور ایذا دینے والے پر لعنت فرما (تحفۃ العوام حصہ اول باب ۱۷ صفحہ ۱۱۳، مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

25 فروع کافی جلد دوم صفحہ ۵۶ نولکشور پر امام جعفر صادق نے کئی بیٹیاں پیدا ہونے پر شکوہ کرنے والے ایک شخص کو ڈانٹا اور اسے اپنے نبی کی مثال دی اور پھر اسی کتاب کی ج ۶ ص ۶ باب فضل البنات مطبوعہ تہران طبع جدید پر واضح الفاظ ہیں

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَنَاتٍ۔

ترجمہ:- نبی پاک ﷺ ایک سے زائد بیٹیوں کے باپ تھے۔

26 اہل شیعہ کی صحاح اربعہ میں سے دو کتب حدیث

کتاب الاستبصار ج ۱ ص ۲۴۵، ۲۸۵ کتاب الجنائز اور تہذیب

الاحکام ج ۸ ص ۱۶۱ باب عداۃ النساء مطبوعہ تہران طبع جدید

میں اس سوال کے جواب میں کہ آیا عورتیں نماز جنازہ پڑھ سکتی ہیں

- امام جعفر صادق نے فرمایا

وَإِنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ تُوَفِّيَتْ

وَإِنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ خَرَجَتْ فِي نِسَائِهَا

فَصَلَّتْ عَلَىٰ أُخْتِهَا۔

”فرمایا حضرت زینب بنت رسول خدا کا جب وصال ہوا تو خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیگر عورتوں کے ساتھ ان کی نماز جنازہ پڑھی۔“
 27 تفسیر مجمع البیان ج ۲ صفحہ ۳۳۳ میں واضح طور پر درج ہے۔

عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانٍ وَأَمْرَأَتُهُ رُقَيْيَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ
 (تفسیر مجمع البیان ج ۲ جز سوم ص ۳۳۳ مطبوعہ تہران)

ترجمہ:- عثمان ابن عفان جو ہیں ان کی بیوی رقیہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہیں۔
 28 شرح نہج البلاغہ فارسی الاسلام خطبہ ۱۴۳ ص ۵۲۸ مطبوعہ تہران پر شیعہ محلق کے الفاظ ملاحظہ ہوں عثمان رقیہ و ام کلثوم رابنا بر مشہور دختران پیغمبر اند بھمیری خود در آرد ترجمہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے شادی کی جو مشہور روایات کے مطابق دختران پیغمبر ﷺ ہیں

29 مشہور شیعہ مورخ مسعودی ”رقیہ بنت رسول اللہ“ یعنی ”رسول اللہ کی بیٹی رقیہ“ کے الفاظ لکھ کر تسلیم کرتا ہے۔ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عبد اللہ نامی بیٹا اسی شہزادہ رسول سے پیدا ہوا جو چھ برس کی عمر میں فوت ہو گیا (التنبیہ والاشراف للمسعودی ص ۲۵۵ تحت ذکر خلافت عثمان)

30 مسعودی رقم طراز ہے وَكَانَ لَهُ مِنَ الْوَلَدِ عَبْدُ اللَّهِ الْأَكْبَرُ وَعَبْدُ اللَّهِ

الاصغر أمهم رقية بنت رسول الله ﷺ

ترجمہ:- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو صاحبزادے ”عبداللہ اکبر“ اور ”عبداللہ اصغر“ رسول اللہ کی بیٹی سیدہ رقیہ سے پیدا ہوئے (مروج الذهب للمسعودی ج ۲ ص ۳۳۱، ذکر خلافت عثمان بن عفان)

31 شارح نہج البلاغہ نے حضرت عثمان غنی کیلئے ”ذوالنورین“ لقب کی حقیقت کو یوں تسلیم کیا۔

قَالَ شَيْخُنَا أَبُو عُمَرَ عُمَانٌ وَلَمَّا مَاتَتِ الْإِثْنَتَانِ
تَحْتَ عُمَانَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ...
رَوْحُهُ ابْنَتَيْنِ وَلَوْ أَنَّ عِنْدِي ثَالِثَةً لَفَعَلْتُ قَالِ
قَالَ وَلِذَا إِلَيَّ سُمِّيَ ذُو النُّورَيْنِ.

(شرح نہج البلاغہ ابن ابی حلید)

جلد ۳ ص ۲۶۰، طبع بیروت بڑا سائز)

ترجمہ: ہمارے شیخ ابو عثمان نے کہا جب حضرت عثمان (رضی اللہ

تعالیٰ عنہ) کے عقد میں یکے بعد دیگرے بیوی بننے والی سید عالم ﷺ کی دونوں

بیٹیاں فوت ہو گئیں تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔۔۔ ”میں نے اپنی دو بیٹیوں کی

عثمان سے شادی کی اگر میرے پاس تیسری بھی ہوتی تو اس کی شادی بھی اس سے کر

دیتا راوی کہتا ہے اسی لئے حضرت عثمان کو ”ذوالنورین“ یعنی دونوروں والا کہتے ہیں“

(شرح نہج البلاغہ ابن ابی حدید ج ۳ ص ۴۶۰، طبع بیروت بڑا سائز)

32 سبحان اللہ! اہل شیعہ کے اہل علم کے سر تاج علامہ ابن شہر آشوب نے کتاب مناقب آل ابی طالب لکھی اور انتہائی خوشی ان الفاظ کو پڑھ کر ہوتی ہے کہ جب موصوف مصنف مقدمہ کتاب میں ہی یہ تصریح کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ”جتنی احادیث میں اپنی اس کتاب میں لایا ہوں ان تمام کو میں نے قرآنی آیات کے شواہد سے نقل کیا ہے میں نے اس کتاب میں سرکشی اور ہٹ دھرمی اختیار کرنے کی بجائے حق کی طرف رجوع کرنے کو ترجیح دی ہے اور میں نے اس کتاب میں وہی درج کیا ہے جو قرآن پاک کے عین مطابق ہے اور جسے خلق کثیر نے روایت کیا ہے“

(مناقب ابن شہر آشوب جلد اول ص ۱۲، ۱۳ مطبوعہ قم طبع جدید)

اب دعویٰ کے مطابق قرآن پاک کے الفاظ قُلْ لَا زُؤَاجَکَ وَبَنَاتِکَ کو سامنے رکھتے ہوئے، سرکشی اور ہٹ دھرمی کی بجائے حق کی طرف رجوع کرتے ہوئے اور قرآن پاک کے مطابق خلق کثیر کی متواتر اور متواتر حق گوئی کو علامہ شہر آشوب نے بیان کیا ہے ان کے ماننے والے اہل شیعہ بھی اسی طرح حضور کی صاحبزادیوں کے چار ہونے کے متعلق اپنا عقیدہ اپنا لیں علامہ ابن شہر آشوب واشگاف الفاظ میں لکھتے ہیں

وَأَوْلَادُهَا وَلِدًا مِنْ خَدِيجَةَ الْقَاسِمِ وَعَبْدًا لِلَّهِ
وَهُمَا الظَّاهِرُ وَالطَّيِّبُ وَارْبَعُ بَنَاتٍ زَيْنَبُ

وَرَقِيَّةٌ وَأُمُّ كَلْثُومٍ وَهِيَ أَمِنَةُ وَفَاطِمَةُ۔

نبی ﷺ کے حضرت خدیجہ سے دولڑکے پیدا ہوئے قاسم اور عبداللہ جن کو طیب و طاہر بھی کہتے ہیں اور انہی سے چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور ام کلثوم جن کا اصل نام آمنہ ہے اور سیدہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

(مناقب آل ابی طالب جلد اول ص ۱۶۱ باب ذکر سیدنا رسول اللہ ﷺ فصل فی اقربائہ وخدامہ مطبوعہ قم خیابان طبع جدید)

33 قاضی نور اللہ شوستری رقم طراز ہے ”اگر نبی دختر بہ عثمان دادولی دختر بھر فرستاد ترجمہ:- اگر نبی پاک ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت عثمان کے عقد میں دی تو حضرت علی نے اپنی بیٹی عمر بن خطاب کے عقد میں دی (مجالس المؤمنین ج ۱ ص ۲۰۴، مطبوعہ تہران)

قارئین! ۳۳ معتبر ترین کتب شیعہ کے تفصیلی حوالہ جات آپ نے پڑھے جو اپنی وضاحت آپ ہیں ہر حوالہ صاف صاف بتا رہا ہے کہ حضور ﷺ کی حقیقی صلبی چار بیٹیاں حضرت خدیجہ کے گھٹن اطہر سے پیدا ہوئیں کوئی ایک بھی حوالہ اگر غلط ثابت کر دیا جائے تو فی حوالہ دس ہزار روپے نقد انعام دیا جائے گا۔ یہ بطور تعلیٰ کے بات نہیں کہی بلکہ اس نقطہ نظر سے کہی ہے کہ شاید کوئی شیعہ اپنے مذہب کی اپنی کتابوں میں سے اصلی عبارات دیکھ کر سید عالم ﷺ کی حقیقی چار صاحبزادیوں کے عقیدہ حقہ کا اقرار کر لے اور اس کی آخرت سنور جائے۔ یہی ہمارے لئے سب سے بڑی خوشی کی بات ہوگی۔

حضرت سیدنا امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے بیعت

حضرت معاویہ کرنے تک مختصر تعارف حضرت امیر معاویہ

البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۱۵ اور الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۲۳۳

پر حرف میم کے تحت لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بعثت سے چند سال قبل پیدا ہوئے۔ عمرہ القضاء میں آپ ایمان لائے لیکن شیعہ سنی کتب میں متفق علیہ بات یہ ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ نے اپنے اسلام کا اظہار فرمایا اور صحابی رسول بنے۔ مشہور شیعہ مورخ کبیر حسین بن علی مسعودی اپنی تصنیف مروج الذهب جلد سوم ص ۲۹ پر لکھتا ہے کہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نماز صبح کے بعد تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہو جاتے۔ پھر چار رکعت نماز اشراق ادا فرماتے۔ پھر تمام نمازوں کی بروقت ادائیگی کے ساتھ ساتھ دن رات مخلوق خدا کی خدمت میں صرف فرماتے۔ پچھلی رات اٹھ کر تہجد بھی ادا فرماتے۔ رات کو عبادت اور دن کو سخاوت کی انتہا کر دیتے؛

سورہ یونس آیت ۱۰۰ میں اللہ کریم فرماتے ہیں مَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَوْفَّيَنَّ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ؛ کہ اے محبوب! کسی کے لئے یہ ممکن نہیں کہ اللہ کے اذن کے بغیر کوئی آپ پر ایمان لائے؛ یہ کتنی بڑی اللہ کی قدرت ہے کہ جب تک آنکھوں پہ پردہ تھا اہل مکہ میں سے ایک سے ایک بڑھ کر بڑا کافر اور بڑا دشمن تھا لیکن جب انہی کے لئے اللہ کی طرف سے اذن ایمان ہوا تو ان کو جلوہ مصطفیٰ ﷺ نظر آ گیا۔ اسی پس منظر میں اللہ کی طرف سے اذن ایمان ہوا تو فتح مکہ کے دن امیر معاویہ کی والدہ

حضرت ہندہ اور آپ کے والد حضرت ابوسفیان کو دولتِ ایمان نصیب ہوئی اور درجہ صحابیت پر فائز ہوئے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دراز قد، سفید رنگ اور انتہائی خوبصورت پیکر اور وجود والی شخصیت تھے۔ بردبار ایسے کہ امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں معاویہ سب سے زیادہ سخی اور بردبار ہیں (تطہیر الجنان صفحہ ۱۲) آپ اللہ اور اس کے رسول اکرم ﷺ کے امین اور رازدار تھے۔ کاتبِ وحی جیسا اعزاز حاصل ہوا۔ فرمانِ رسول ﷺ ہے کہ، میرا رازدار معاویہ بن ابی سفیان ہے جو ان سے محبت رکھے گا وہ نجات پائے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ ہلاک ہوگا (تطہیر الجنان ص ۱۳) آپ قریشی اور اموی ہیں۔ آپ کی سگی ہمشیرہ حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مالمومنین ہیں اور حضور سید عالم ﷺ کے نکاح مبارک میں ہیں۔ اس طرح آپ تمام مومنوں کے معلم ہیں۔ آپ ان چالیس ممتاز و منفرد مقام کے حامل صحابہ کی صف میں شامل ہیں جو کاتبینِ وحی ہیں۔ آپ کی دیانت امانت پر حرف آئے تو راہِ راست لزومی طور پر قرآن مجید میں تحریف ثابت ہوتی ہے۔ یہ ایمان کا تقاضا ہے کہ اگر قرآن مجید تحریف سے پاک ماننا ہے تو قرآن اور وحی کے کاتب کے ایمان و دیانت کو شک و شبہ سے بالا ماننا ہی پڑے گا۔ آپ غزوہ حنین میں شامل تھے اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی تو بہت سامانِ غنیمت ہاتھ آیا۔ اس سے حضور پر نور ﷺ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک سو ٹھٹ اور چالیس اوقیہ سونا عطا فرمایا اور سونا تول کر دینے والے ہاتھ حضرت بدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے بابرکت ہاتھ تھے۔ (ابن عساکر جز ۲ ص ۴۰۳)

اہل شیعہ کی شہرہ آفاق کتاب تاریخ التواتر جلد سوم ص ۱۳۹ تا ۱۴۱ کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان جنگوں میں شریک ہوئے بلکہ ان لشکروں کی قیادت کی کہ جن لڑائیوں اور جنگوں میں شامل ہونے والوں کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جنت واجب ہونے کی خوشخبری دی تھی۔ حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں ۱۳ ہجری کو شام کے جہاد میں ابوسفیان کا پورا گھرانہ یعنی وہ خود، ان کے دونوں بیٹے جو دونوں صحابی ہیں یعنی حضرت امیر معاویہ بن ابوسفیان اور یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما اور ابوسفیان کی بیوی ہندہ رضی اللہ عنہا سمیت سب شریک تھا (اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۵۸، تاریخ اسلام از ندوی ص ۳۴۷) آپ کی عسکری خدمات اور اسلام کے لئے فتوحات اور غیر مسلموں کو دولتِ اسلام عطا کرنے میں آپ کی خدمات کی فہرست بڑی طویل ہے جو شیعہ سنی مورخین دونوں نے بیان کی ہیں۔

قارئین! خلافتِ راشدہ کا ہر لمحہ کوثر کی موج بن کر ابھر رہا ہے۔ مرادِ رسول حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ امیر معاویہ کو اپنی پوری خلافت کے دوران دمشق کا امیر بنا دیتے ہیں اور بھرے دربار میں حسنِ انتظام اور جلالت و ہیبت میں آپ کو تمام عالمِ اسلام کا کسریٰ قرار دیتے ہیں۔ فتحِ بیت المقدس میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دستخط بطور گواہ ہوتے ہیں۔ پھر حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پورا دورِ خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دمشق کے امیر رہتے ہیں۔ اس طویل دور میں خلفاءِ راشدین اور جملہ

صحابہ کرام کا آپ کی امارت پر راضی رہنا کیا کم فضیلت ہے؟ وقت گذرتا گیا تا وقتیکہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ظلماً شہید کر دیا جاتا ہے خلیفۃ الرسول کی شہادت کوئی معمولی بات نہیں کہ جن کی حفاظت پر مولائے کائنات، شہنشاہِ ولایت مولانا علی رضی اللہ عنہ اپنے شہزادگان حضرات حسنین کریمین کو متعین کرتے ہیں لیکن باغی دوسری طرف کی دیوار پھلانگ کر حضرت سیدنا عثمان جامع القرآن رضی اللہ عنہ کو دورانِ تلاوت قرآن مجید شہید کر دیتے ہیں یہاں جذبات کا برائیگتہ ہونا ایک فطری بات تھی۔

اس وقت مسلمانوں کے دو گروہ بن گئے ایک گروہ کہتا تھا کہ قاتلانِ عثمانؓ سے قصاص فوراً لیا جائے اور قاتل ان کے حوالے کئے جائیں۔ اس گروہ میں اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سمیت حضرات طلحہ و زبیر عشرہ مبشرہ جیسے جید صحابہ بھی شامل تھے۔ دوسرا گروہ کہتا تھا کہ پہلے خلیفہ اسلام منتخب کیا جائے تاکہ قصاص لینے کے لئے ایک مجاز اتھارٹی قائم ہو جائے اور پھر اس طرح بعد میں قصاص عثمانؓ کا مسئلہ حل کیا جائے۔ اس گروہ کی قیادت حضور سیدنا و مولانا شیر خدا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ فرما رہے تھے اور ادھر بھی جید صحابہ کرام شامل تھے۔ اس معاملے پر جنگِ جمل و جنگِ صفین کے خونیں واقعات بھی پیش آئے۔

سمجھنے، سمجھانے اور ایمان بچانے کی بات:-

ہاں تو یہاں بات سمجھنے اور سمجھانے بلکہ ایمان بچانے کی یہ ہے کہ جس پس منظر میں ان

جنگوں کو حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا اسی پس منظر میں ہمیں بھی دیکھنا چاہیے۔ آپ کے نزدیک یہ جنگیں دوسرے گروہ کی خطا و اجتہادی کی وجہ سے اپنے آپ کو حق پر سمجھنے کی وجہ سے ہوئیں لہذا وہ جنگ کرنے پر اترے۔ اور اس میں وہ معذور تھے۔ ابھی ہم اہل شیعہ کی معروف کتب قرب الاسناد اور نہج البلاغہ کے حوالوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا موقف بیان کریں گے کہ یہ جنگیں باہمی عناد اور باہمی اختلاف دین کی وجہ سے نہ تھیں نہ ہی یہ جنگیں اس بنا پر ہوئیں کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو کافر سمجھتے تھے بلکہ حضور سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے باوجود لڑائیوں کے حضرت امیر معاویہ کے ایمان اور اسلام پر ہمیشہ مہر تصدیق ثبت فرمائی۔ ملاحظہ ہوں کتب شیعہ؛

(۱) قرب الاسناد جلد اول صفحہ ۴۵ مطبوعہ تہران جدید پر ہے؛

عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَقُولُ لِأَهْلِ حَرْبِهِ إِنَّا لَمْ نَقَاتِلْهُمْ عَلَى التَّكْفِيرِ لَهُمْ وَلَمْ نَقَاتِلْهُمْ عَلَى التَّكْفِيرِ كُنَّا وَالِكُنَّا رَأَيْنَا إِنَّا عَلَى الْحَقِّ وَرَأَوْا أَنَّهُمْ عَلَى حَقٍّ -

ترجمہ:- امام جعفر صادق اپنے والد حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگِ جمل کے شرکاء کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے انہیں از روئے کفر نہ مارا اور نہ ہی انہوں نے بوجہ کفر ہمارا مقابلہ کیا۔ لیکن بات یہ تھی کہ ہم اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے اور وہ اپنے آپ کو حق پر جانتے تھے؛

وضاحت:- یہ فرمان مبارک واضح کرتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ باوجود اس

کے کہ حق پر تھے اور اپنی رائے میں اسی کو ہی حق سمجھتے تھے لیکن پھر بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو باطل پر لڑنے والا نہ فرمایا بلکہ انہیں ان کی اپنی رائے کے مطابق حق پر ہی گردانا لہذا جب کوئی شخص اپنے آپ کو حق پر جانتے ہوئے کوئی ایسا فعل یا ایسی کوئی بات کر ڈالتا ہے جو اس حق کو حاصل کرنے کی خاطر سرانجام دیتا ہے تو نیت کے خلوص کی وجہ سے وہ اجر و ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ دونوں گروہ اپنے آپ کو برسر حق تصور کرتے تھے کسی گروہ میں بھی ذاتی مفادات یا دنیاوی خواہش ہرگز شامل نہ تھی۔

حضور مجدد پاک قُدس سرّہ العزیز کا فرمان :-

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں :-

”جو اختلافات اور جھگڑے صحابہ کرام کے درمیان ہوئے ہیں وہ خواہشاتِ نفسانیہ کی بنا پر ہرگز نہ تھے کیونکہ صحابہ کی ذواتِ قدسیہ حضور پر نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبتِ مقدسہ کی برکت سے نفسانی خواہشات اور خلافِ شریعت باتوں سے پاک ہو چکی تھیں اور وہ بلا عذرِ شرعی کسی کو تنگ کرنے سے مبرا تھے“ ”میں جانتا ہوں کہ بے شک اس معاملے میں جناب سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور آپ کے مخالف غلطی پر تھے۔ لیکن یہ خطا اجتہادی تھی جو کہ فسق کا باعث نہیں ہوتی بلکہ اس معاملہ میں ان پر ملامت کی گنجائش بھی نہ ہے کیونکہ مجتہد کو خطا پر بھی ایک ثواب ملتا ہے۔“

(مکتوباتِ امام ربانی جلد اول مکتوب ۵۴ ص ۸۶)

پھر فرماتے ہیں،، بعض اوقات صحابہ کرام اجتہادی طور پر حضور پر نور ﷺ کی رائے مبارکہ کے خلاف اپنی اجتہادی رائے کا اظہار کرتے تھے اسے کسی نے بھی برا نہیں سمجھا اور نہ ہی ان کی مخالفت اجتہادی کے رد میں اللہ کی طرف سے کوئی وحی نازل ہوئی تو جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مخالفت اجتہادی کیسے کفر ہوگئی۔ لہذا جناب علی المرتضیٰ کے مقابلہ میں اجتہاد کرنے والوں پر لعن طعن کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟ کیونکہ آپ سے جنگ کرنے والوں کی بڑی تعداد جلیل القدر صحابہ کی ہے جن میں کچھ وہ بھی شامل ہیں۔ جن کی جنت کی بشارت خود حضور ﷺ اپنی زبان وحی ترجمان سے ارشاد فرما چکے تھے۔

(مکتوبات امام ربانی جلد دوم مکتوب ۳۶ اور ۷۲)

نبج البلاغہ سے حوالہ ”جنگ صفین کے اختتام پر حضرت امیر معاویہ اور ان کے رفقاء کے ایمان اور تصدیق کے اعلان پر مبنی حکم عام حضرت علی نے تحریری طور پر تمام ممالک اسلامیہ کو جاری کیا“

اہل شیعہ میں نبج البلاغہ کا مقام بہت بلند ہے۔ جنگ صفین ختم ہوتی ہے۔ حالت امن قائم ہوگئی ہے تو اب باب العلم حضور مولا علی رضی اللہ عنہ اپنی طرف سے ایک عظیم فیصلہ تحریر فرماتے ہیں جس میں آپ کے باب العلم ہونے اور عالم بہ علم لدنی ہونے کی بھی واضح دلیل موجود ہے۔ آپ کی نگاہ بصیرت آنے والے وقت

کو دیکھ رہی تھی کہ کچھ؛ نام نہاد مجاہدِ علی؛ اپنی جھوٹی محبت کی آڑ لے کر حضور سید عالم ﷺ کے صحابہ پر تنقید و تنقیص کا سوچیں گے اور اپنے حبِ باطنی کی بنا پر وہ کفر و نفاق کے فتوے ان پر لگانے سے بھی نہ چونکیں گے۔ وہ جنگِ جمل و جنگِ صفین کے حوالے دے دے کر ممکن ہے لوگوں سے کہیں کہ اہل بیت سے جنگ کرنے والا گروہ صحابہ کس طرح مسلمان ہو سکتا ہے؟ آپ نے اپنے اس حکم نامہ میں ان تمام بکواسات و خرافات کی بنیاد ہی ختم کر دی نیز اس حکم نامے میں حضرت امیر معاویہ سمیت مخالف گروہ صحابہ کی صحابیت اور ایمان پر مہر تصدیق ثبت کر دی اور ان جنگوں کی بنیاد ہی ان کی خطا و اجتہادی پر رکھی اور خطا و نفسانی پر نہیں۔ ملاحظہ ہو:-

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُتِبَ إِلَى أَهْلِ الْأَمْصَارِ يَقُصُّ فِيهِ مَا جَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَهْلِ صَفِّينَ وَكَانَ بَدْءُ أَمْرِنَا أَنَا التَّقِيْنَا وَالْقَوْمُ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ وَالظَّاهِرِ أَنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ وَنَبِيْنَا وَاحِدٌ، دَعَوْتَنَا فِي الْإِسْلَامِ وَاحِدَةٌ وَلَا نَسْتَزِيدُهُمْ فِي الْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَالتَّصَدِيقِ بِرَسُولِهِ وَلَا يَسْتَزِيدُونَنَا، الْأَمْرُ وَاحِدٌ إِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِيهِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَنَحْنُ مِنْهُ بَرَاءٌ۔

ترجمہ:- اکثر شہروں کے معززین کو حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے یہ خط تحریر فرمایا۔ جس میں جنگِ صفین کے واقعہ کا بیان ہے۔ آپ نے لکھا کہ:- ہماری یہ ملاقات جو بصورتِ تصادم و لڑائی اہل شام کے ساتھ ہوئی۔ تو اس کی ابتدا کیا تھی؟ حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا خدا ایک ہے۔ رسول ایک ہے۔ دعوت

اسلام ایک ہے ہم خدا پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کرنے میں ان پر کسی فضیلت کے خواہاں نہیں ہیں اور نہ ہی وہ ہم پر کسی فضیلت و زیادتی کے طلبگار ہیں۔ ہماری حالتیں بالکل یکساں ہیں۔ مگر وہ ابتداء یہ ہوئی کہ خون عثمان رضی اللہ عنہ میں اختلاف پیدا ہو گیا حالانکہ ہم اس سے بالکل بری تھے؛ (نہج البلاغہ خطبہ ۵۸ ص ۴۴۸ مطبوعہ بیروت؛ نیرنگ فصاحت ترجمہ نہج البلاغہ ص ۲۶۷ مطبوعہ یوسفی دہلی)

آپ کا یہ فرمان تحریری ہے جو عالم اسلام کے کونے کونے میں پہنچا جو اور تو اور خود، کتب شیعہ میں بھی آج تک محفوظ ہے۔ ہم اہل شیعہ کو دعوت دیتے ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ کچھ شیعیت زدہ نام نہاد سنی کہلانے والوں کو بھی دعوت دیتے ہیں کہ وہ جاگتی آنکھوں سے آپ کا یہ فرمان پڑھیں اور بار بار پڑھیں۔ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ تو فرما رہے ہیں کہ میرے اور میرے مخالف گروہ صحابہ کہ جس میں تین سو جلیل القدر صحابہ مع حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ ان کے درمیان جو جنگ ہوئی وہ کفر و اسلام اور حق اور باطل کی جنگ نہ تھی آپ اپنے مخالف لشکر کے جملہ صحابہ مع امیر معاویہ سب کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ خبردار! وہ کافر یا منافق نہ تھے بلکہ فرمایا کہ ان کا ایمان باللہ و تصدیق و دعوت اسلام اس معیار کی ہے کہ ہم نفس ایمان و تصدیق میں ان پر ہرگز زیادتی کے علمبردار نہیں۔ نفس ایمان و تصدیق میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں کوئی فرق نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ دیگر فضائل و مراتب اور اعمال صالحہ کی رو سے حضور مولا علی رضی اللہ عنہ افضل و اعلیٰ ہیں اور اس پر اجماع امت ہے۔ جس طرح فضیلت مولا علی رضی اللہ عنہ متفق علیہ ہے اسی طرح

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور جنگِ جمل و صفین میں شامل حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے مخالف طرف کے کل صحابہ کا صحابی ہونا بھی متفق علیہ امر ہے اور یہی نکتہ قابلِ توجہ ہے کہ جنگِ جمل و صفین کے خونیں واقعات کے بعد حضور مولا علی رضی اللہ عنہ نے ایک ایسا فرمان جاری کرنے کو ترجیح دی کہ جس کی بدولت ان جنگوں میں شامل دونوں اطراف کے صحابہ کرام کے ایمان کے بارے میں کسی کو شک و شبہ نہ رہے اور جس سے کوئی بھی شخص ان صحابہ کے شرفِ صحابیت کے انکار کے فتنہ میں مبتلا نہ ہو سکے۔ حضور مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ اس خط میں اپنے ایمان اور امیر معاویہ اور ان کے رفقاء کے ایمان کو برابر قرار دے رہے ہیں اور ان کی تصدیق و ایمان باللہ و ایمان بالرسول کو اپنی تصدیق و ایمان باللہ اور ایمان بالرسول سے فروتر اور کم درجہ میں نہیں سمجھتے جب حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور آپ کا شرفِ صحابیت حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی بیعت سے (کہ جس کا ابھی ہم کتبِ شیعہ سے باحوالہ ذکر کریں گے) اور تادمِ آخر بیس سال اس بیعتِ معاویہ رضی اللہ عنہ پر قائم رہنے سے نکھر کر سامنے آ جاتا ہے۔

صحابہ کو برا بھلا کہنے والا خود اہلِ شیعہ کے نزدیک کافر ہے آج کون نہیں جانتا کہ ہر انسان کا بنیادی حق اس کی عزت و آبرو کا احترام ہے تو کیا شرفِ صحابیت کا ہی کچھ ادب و احترام نہیں؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے میں کہتا ہوں اہلسنت تو کجا! خود شیعوں نے بھی یہ حق اس انداز میں تسلیم کیا ہے کہ کسی بھی صحابی کو سب

کرنے والا یعنی برا بھلا کہنے والا اور گالی دینے والا کافر ہے۔

ملاحظہ ہو جامع الاخبار اہل شیعہ:-

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ سَبَّنِي فَاقْتُلُوهُ وَمَنْ سَبَّ صَحَابِي فَقَدْ كَفَرَ
وَفِي خُبَرِ آخِرٍ مَنْ سَبَّ صَحَابِي فَاجْلِدُوهُ۔

(جامع الاخبار ص ۱۸۳، مطبوعہ نجف اشرف)

ترجمہ:- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے مجھے گالی دی اسے قتل

کرو اور جس نے میرے صحابی کو گالی دی وہ کافر ہو گیا اور دوسری حدیث میں ہے

کہ جس نے میرے صحابی کو گالی دی اسے کوڑے لگاؤ۔ (جامع الاخبار ص ۱۸۳)

موجودہ دور کے شیعوں کو اپنی کتب میں درج اپنے نبی کا یہ فرمان اپنے ہر خاص و

عام کو ضرور سنانا چاہئے یا اللہ قرآن و سنت میں موجود صحابہ کی عزت کی توفیق عطا

فرما!

مقتولین جمل و صفین کے بارے میں حضرت علی کا آخری

عمل ہمیشہ کے لئے، فتنہ انکار صحابیت؛ کو دفن کر دیتا ہے

درج بالا قرب الاسناد جلد اول ص ۴۵ اور بیچ البلاغہ خطبہ ۵۸ کے حوالوں سے

نام نہاد مجاہدین علیؑ اور خود سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کی سوچ اور عمل میں واضح فرق

بلکہ واضح تضاد نظر آتا ہے کہ آپ تو حضرت امیر معاویہ سمیت دیگر کل صحابہ کے

متعلق، فتنہ انکارِ صحابیت؛ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن کر رہے ہیں اور آج کے نام نہاد مہمانِ علی جنگِ جمل و صفین کے واقعات دہرا دہرا کر، فتنہ انکارِ صحابیت؛ کو زندہ کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں خود کتبِ شیعہ سے حضور سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کا آخری عمل مقتولینِ جمل و صفین کے بارے میں بہت زیادہ دعوتِ فکر دیتا ہے اور ہدایت کا سبب ہے۔ کامل ابن اثیر جلد ۳ ص ۲۵۴ مطبوعہ بیروت جدید میں ہے:-

وَصَلَّى عَلَى قَتْلَى أَهْلِ الْبَصْرَةِ وَالْكُوفَةِ وَصَلَّى عَلَى قُرَيْشٍ مِّنْ هَؤُلَاءِ وَهَؤُلَاءِ ترجمہ:- اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بصری اور کوفی یعنی دونوں طرف کے مقتولین کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اس کے ساتھ دونوں طرف کے قریشی مقتولین کی بھی نمازِ جنازہ پڑھائی؛

خدارا بتائیں! اب بھی کوئی شک رہا ان صحابہ کے جنتی ہونے میں اور ان کے شرفِ صحابیت میں۔ جنازہ میں دعائے مغفرت ہوتی ہے جو صرف کسی مسلمان کے لئے ہی جائز ہے۔ کیا مولا علی کی دعائے مغفرت کسی غیر مومن کیلئے ہو سکتی ہے؟

ہماری کتبِ اہلسنت و جماعت میں ثقہ راویوں سے حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان نقل ہوا ہے قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَتَلَايَ وَقَتَلَنِي مُعَاوِيَةُ فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَرِجَالُهُ وَتَقَوُّوا ترجمہ:- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میرے اور امیر معاویہ کے درمیان لڑائی میں قتال کرنے

والے اور

شہید ہونے والے سب جنتی ہیں اس روایت کو امام طبرانی نے ذکر کیا اور اس کے تمام راویوں کو ثقہ کہا گیا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جز ۱۵ ص ۳۰۳، مجمع الزوائد جز ۹ ص ۳۵۷)

پس شرفِ صحابیت و جمل و صفین کے مقتولین کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی کا ایمان افروز اور حتمی فیصلہ مانیں۔

حضور حضرت سیدنا و مرشدنا حضور مجدد الف ثانی قُدِّسَ سرُّہُ العَزِیزُ ترجمانِ حق ہیں۔ کیا کوئی ہے ایسا مجدد؟ کہ جس کے اصل نام کی بجائے زمانہ اور مورخ فخر سے انہیں ان کی شانِ مجددیت اور وہ بھی،، الف ثانی؛ یعنی دو ہزار سال کے عرصہ پر محیط مجددیت کے لقب سے پکارنے میں نہ صرف فخر محسوس کریں۔ بلکہ مجدد الف ثانی ہونا ہی ان کی پہچان بن کر رہ جائے۔ آئیں! آپ کا ایمان افروز اور حتمی فیصلہ مان لیں؛ آپ ارشاد فرماتے ہیں؛۔

،، اے بھائی! حضرت! میرا معاویہ رضی اللہ عنہ اکیلے کا یہ معاملہ نہیں بلکہ آدھے کے قریب صحابہ کرام ان کے ساتھ اس معاملہ میں شریک ہیں۔ لہذا اگر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑنے والوں کو فاسق و کافر کہا جائے تو دین کے بڑے حصے سے اعتماد اٹھ جائے گا کیونکہ دین ان حضرات کی تبلیغی کوششوں

سے ہی ہم تک پہنچا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ثقہ سند سے جو احادیث مروی ہیں ان میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر معاویہ کے حق میں ہادی اور مہدی ہونے کی دعا مانگی ہے اور آقا و مولا ﷺ کی یہ دعا مقبول ہے؛ پھر فرمایا

،، اے بھائی! قصاص عثمان کے مطالبے کے لئے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما جو عشرہ مبشرہ اور جنتی ہیں وہ پہلے مدینہ منورہ سے باہر نکلے اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی انکے ساتھ اس بات میں موافقت کی۔ اس طرح جنگ جمل ہوئی کہ جس میں تیرہ ہزار مسلمان شہید ہوئے اور حضرات طلحہ و زبیر جو کہ عشرہ مبشرہ میں تھے وہ بھی شہید ہو گئے۔ اس کے بعد پھر امیر معاویہ شام کی طرف سے آئے اور ان لوگوں کے ساتھ مل گئے جو قصاص عثمان کا مطالبہ کر رہے تھے۔ جس کے نتیجے میں جنگ صفین ہوئی۔

اے بھائی! ایسے موضوع اور مقام میں محفوظ ترین طریقہ یہی ہے کہ حضرات صحابہ کرام کے باہم اختلافات و جھگڑوں کے بارے میں چپ رہا جائے اور ان کے تنازعات کے ذکر کرنے سے کنارہ کشی کر لی جائے۔ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ اَيُّكُمْ وَمَا شَجَرَ بَيْنَ اَصْحَابِي خَبَرْدَار! صحابہ کرام کے باہم جھگڑوں میں پڑنے سے بچو۔ حضور پر نور ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے اِذَا ذَكَرَ اَصْحَابِي فَاَمْسِكُوا ترجمہ: فرمایا جب میرے صحابہ کا معاملہ آئے تو خاموشی

اختیار کرو۔ نیز آپ ﷺ کا ہی ارشاد گرامی ہے کہ میرے اصحاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ انہیں تم اپنے تیروں کا نشانہ نہ بناؤ امام شافعی نے کہا اور یہ قول حضرت عمر بن عبدالعزیز سے بھی منقول ہے فرمایا تِلْكَ دِمَاءٌ طَهَّرَ اللَّهُ عَنْهَا أَيْدِيَنَا فَلْنُطَهِّرْ عَنْهَا أَلْسِنَتَنَا ترجمہ: فرمایا کہ اس خون سے جو جنگِ جمل و صفین میں بہا اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو اس سے پاک رکھا لہذا ہمیں اس سے اپنی زبانوں کو بھی پاک رکھنا چاہئے۔ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کی خطا کو بھی زبان پر نہ لانا چاہئے اور ان کا تذکرہ بجز خیر ہرگز نہ کرنا چاہئے (مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ چہارم مکتوب نمبر ۲۵۱)

جب ہم اسلاف کے یہ اقوال پڑھتے ہیں اور دوسری طرف مودودی کی خلافت و ملوکیت پڑھتے ہیں تو حق اور باطل واضح ہو جاتا ہے۔ درحقیقت مودودی غیر ملکی اقتدار کے بنائے ہوئے نظامِ تعلیم کا پروردہ ہے کہ جس نے ہماری نسلوں سے ادب ختم کر کے رکھ دیا۔ جس سے نئی نسل کے سرٹوپوں اور پگڑیوں سے محروم ہو گئے۔ زبان سے ادب جاتا رہا اور نگاہوں سے حیا۔ ایسے مورخین کی بدولت ہی ہم اپنے ماضی کے احترام سے محروم ہو گئے کیونکہ ان کا تعلق کسی آستانہٴ روحانیت سے نہ تھا۔ تصنیف تو اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ اسلام پر اعتماد کو بحال کرے لیکن اپنے ماحول میں خود دیکھیں کہ مودودی کی اس تصنیف سے کتنے لوگ اپنے مذہب و ملت سے برگشتہ ہو کر صحابہ کرام کے احترام سے محروم ہو گئے؟ اس

مذکورہ تصنیف سے وہ غیر مفید اور ضرر رساں علم برآمد ہوا کہ جس سے امام الانبیاء
 والمرسلین ﷺ پناہ مانگنے کا ان الفاظ میں حکم فرما رہے ہیں، فرمایا تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ
 مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ (ابن ماجہ) ترجمہ: اس علم سے اللہ کی پناہ مانگو جو نفع نہ دے۔
 یا اللہ! تو گواہ رہ! ہم تیرے محبوب ﷺ کے حکم سے ایسی جملہ کتب سے پناہ مانگتے ہیں
 ۔ اور تیرے محبوب عربی ﷺ کے لاڈلے مجدد الف ثانی کے فیصلے پر لبیک کہتے
 ہیں۔ یا اللہ! ہمیں روز قیامت اپنے انہی پیاروں کی سنگت نصیب فرما کہ جن کی
 بیعت کر کے احترام کا حق حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے ادا کیا اس ہستی
 امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہمیں بھی احترام کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین ثم آمین!

کتب شیعہ سے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی بیعت
 امیر معاویہ رضی اللہ عنہ؛

عزت و آبرو کا احترام ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔ کسی کی آبرو پر دست درازی جائز
 نہیں۔ پھر یہ مذہب، اخلاق اور انسانیت کے قانون کی کون سی شق ہے کہ اللہ جن
 پر راضی ہونے کا اعلان کرے۔ سید عالم ﷺ کی مقدس صحبت جنہیں نصیب
 ہوئی ہو اور جن سے سورۃ الحدید میں اللہ کریم نے فتح مکہ سے قبل اور فتح مکہ
 کے بعد ایمان لانے والے تمام صحابہ کے لئے جنت کا وعدہ فرمایا ہو اور سیدنا
 امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے دیگر ہم نوا صحابہ کہ جن کے ایمان و

صحابیت پر درج بالا قرب الاسناد اور نہج البلاغہ کے حوالوں میں حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ بھی مہر تصدیق ثبت کر دیں اور پھر یہ کہ جن کی بیعت حسنین کریمین نے کی ہو اور ۴۰ تا ۶۰ ہجری میں سال کا طویل عرصہ اس پر قائم رہے ہوں۔ اہل شیعہ کی معروف کتب

(۱) رجال کشی ص ۱۰۲ مطبوعہ کربلا، (۲) کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد اول ص ۵۷۰ مطبوعہ تبریز تذکرہ امام حسن (۳) احتجاج طبری جلد دوم ص ۹ مطبوعہ نجف اشرف جدید (۴) جلاء العیون جلد اول ص ۳۹۵، ۴۰۳ مطبوعہ تہران طبع جدید (۵) الاخبار الطوال طبع بیروت ص ۲۲۰ (۶) مقتل ابی مخنف طبع نجف اشرف ص ۶؛ پر جملہ کتب میں واشگاف الفاظ میں حضرت سیدنا امام حسن و حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا ثابت ہے۔ پھر اسے مشیت الہی کہیے کہ حسنین کریمین کی بیعت حضرت معاویہ کا عرصہ اتنا طویل ہے کہ کوئی عقل کا اندھا بھی اس بیعت کا انکار نہیں کر سکتا۔ ۴۰ ہجری کہ جب حسنین کریمین نے جناب امیر معاویہ کی بیعت کی اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت ان کے سپرد کر کے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کروائی تو اس وقت سے لے کر ۲۲ رجب ۶۰ ہجری تک، جو حضرت امیر معاویہ کی وفات کا دن ہے، اس دن تک تاریخ عالم میں ڈھونڈے سے بھی کہیں کسی

کو معرکہ کر بلا نظر نہ آئے گا۔ اہل شیعہ کی کتاب الامامة والسياسة ص ۱۶۴ مطبوعہ مصر طبع قدیم میں یہ بھی ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ کی بیعت کرتے ہوئے اپنے لشکر والوں کو یہ بھی فرمایا کہ مجھے حضور مولا علی نے وصیت فرمادی تھی کہ خلافت حضرت امیر معاویہ ضرور قائم ہوگی۔ یہ اللہ کی اٹل تقدیر ہے؛

قارئین! بیس سال کا عرصہ کچھ کم نہیں ہوتا۔ اگر ۱۰ محرم ۶۱ ہجری کا دن حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی کا ایک دن ہے تو اس سے متصل پہلے بیس سال بھی آپ کی ہی مبارک زندگی کا طویل عرصہ ہے۔ یہ کون سا انصاف ہے کہ ایک دن کو یاد رکھا جائے اور بیس سالوں کو بھلا دیا جائے۔؟ یا ۱۰ محرم ۶۱ ہجری کا دن تو امام حسین کی شجاعت و بہادری کا دن مان لیا جائے اور بیس سال بیعت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے طویل عرصہ کے بارے میں کہہ دیا جائے کہ نہیں! انہوں نے تو ڈر کر تقیہ کرتے ہوئے بیعت کیے رکھی۔ یہ عجیب منطق ہے اور وہ بھی سردارانِ جنت کے بارے میں۔ کیا یہ کہتے ہوئے تمہیں ڈر اور خوفِ خدا نہیں آتا کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے ڈر کر بیعت امیر معاویہ کی تھی؟ ایک عام فہم آدمی بھی آپ سے سوال کرے گا کہ اس وقت ڈر کیا تھا؟ کیونکہ بیعت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وقت تو لاکھوں وفا دار غلام ابھی موجود تھے۔ حضرت امام حسنؑ پانچویں خلیفہ راشد کے طور پر تسلیم کیے

جاتے تھے۔ ایک اشارے پر کئی گردنیں کٹانے پر تیار تھے۔ ماننا پڑے گا کہ حسین کریمین رضی اللہ عنہما نے برضا و رغبت بیعت کی تھی۔ اور خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی تھی۔ اس ضمن میں حضور پر نور نبی کریم ﷺ کا فرمان مبارک بھی ہر وقت ذہن میں رہنا چاہئے جو سنی شیعہ کتب دونوں میں فضائل امام حسن میں موجود اور ثابت ہے۔ اہل شیعہ اپنی کتاب کشف الغمہ دیکھیں۔ پورا حوالہ عرض ہے:-

وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ إِذْ صَعِدَ إِلَيْهِ الْحَسَنُ فَضَمَّهُ إِلَيْهِ وَقَالَ إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَيْهِ أَنْ يَصْلَحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَظِيمَتَيْنِ (كشف الغمہ ج اول ص ۵۴۶ مطبوعہ تبریز)

ترجمہ:- ابی بکرہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے خطبہ ارشاد فرمانے کے دوران یکا یک حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھ گئے تو آپ ﷺ نے انہیں سینے سے لگایا اور فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور اللہ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا؛

فرمان رسالت مآب ﷺ میں یہ الفاظ کہ؛ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا؛ ایسے الفاظ ہیں کہ جن سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ والے گروہ کی بھی اور حضرت امیر معاویہ والے گروہ کے ایمان اور

مسلمان ہونے کی خود زبانِ نبوت نے تصدیق فرمادی ہے اور صلح اور بیعتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کر کے حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے اس کی تائید مزید فرمادی ہے۔ اب ہے کسی کو جرات؟ کہ اللہ کے محبوب جسے مومن فرمائیں! وہ اسے دائرۂ ایمان سے نکال سکے؟ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ زبانِ نبوت کا انکار کر کے ایسا بد بخت خود ہی مومن نہیں رہا۔ حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما جس ہستی کی بیعت فرمائیں اور تادمِ آخر بیس سال تک اس بیعت پر قائم رہے ہوں! کیا یہ دونوں ہستیاں غیر مومن کی بیعت کر سکتی تھیں؟ مناسب ہوگا کہ اس مختصر مگر جامع مضمون میں آپ بھی کتبِ شیعہ سے لفظ، بیعت؛ ملاحظہ فرمائیں تاکہ شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہ رہے

(۱) مروج الذهب للمسعودی جلد سوم ص ۷ مطبوعہ بیروت میں واضح الفاظ ہیں الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَدْ بَايَعَ لِمُعَاوِيَةَ تَرْجَمَ: تحقیق حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کی بیعت کر لی ہے۔

(۲) رجال کشی ص ۱۰۲ مطبوعہ کربلا ذکر قیس بن سعد میں واشکاف الفاظ میں بیعت کرنے کا منظر بیان ہوا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی دعوت پر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور اپنے جملہ معتقدین کو لے کر شام پہنچے۔ ان کے شایانِ شان دربار لگایا گیا وَاَعَدَّ لَهُمُ الْخُطَبَاءُ وَقَالَ يَا حَسَنُ قُمْ فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعَ

ثُمَّ قَالَ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُمْ فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعُ ترجمہ:۔ ان کے لئے خطیب مقرر کئے گئے پھر کہا اے حسن! اٹھئے اور بیعت کیجئے وہ اٹھے اور بیعت کی پھر امام حسین کو کہا آپ اٹھئے! اور بیعت کیجئے تو انہوں نے بھی اٹھ کر بیعت کی

(۳) احتجاج طبری جلد دوم ص ۹۔ مطبوعہ نجف اشرف جدید میں علامہ طبری نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے کچھ نام نہاد مجہبین کا ذکر کرتے ہوئے لکھا دَخَلَ عَلَيْهِ النَّاسُ فَلَامَهُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَيْعَتِهِ ترجمہ:۔ تو کچھ لوگوں نے آ کر ان کے بیعت کر لینے پر امام حسنؑ کو ملامت کی:۔ ان الفاظ سے یہ حقیقت بہر حال طشت از بام ہو جاتی ہے کہ حضرات حسنین کریمین کا بیعت امیر معاویہ کرنا شیعہ آج تک نہیں جھٹلا سکے۔

(۴) اسی طرح جلاء العیون جلد اول ص ۴۰۳ مطبوعہ تہران جدید تذکرہ امام حسن رضی اللہ عنہ میں ہے، بعض ملامت کردند اورا بہ بیعت معاویہ؛ افسوس! کہ فارسی نسخہ جلاء العیون میں صراحتاً لفظ بیعت موجود ہے لیکن شیعہ مترجم سید عبدالحسین شیعہ نے اردو مترجم جلاء العیون میں جلد اول ص ۴۱۸ پر اس کا ترجمہ صلح کیا ہے۔

(۵) اہل شیعہ کی مشہور ترین کتاب مقتل ابی مخنف میں ہے کہ ایک سلیمان نامی شخص نے آ کر کہا يَا بَنِي رَسُولِ اللَّهِ اَنَا مُتَعَجِبُونَ مِنْ

بَيْعَتِكَ لِمَعَاوِيَةَ ترجمہ:۔ اے اللہ کے رسول کی بیٹی کے بیٹے! ہم آپ کے بیعت معاویہ کرنے پر بہت متعجب ہوئے ہیں (مقتل ابی مخنف ص ۳۲ مطبوعہ مکتبہ حیدریہ نجف اشرف ۱۳۷۵ ہجری)

(۶) کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد اول ص ۵۷۱ طبع تبریز میں سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا فرمان گرامی ہے قَدْ بَايَعْتَهُ ترجمہ: ”تحقیق میں ان کی بیعت کر چکا ہوں۔“

قارئین حضرات! حوالہ ۳ تا ۶ بھی خود کتب اہل شیعہ سے ہیں۔ ہم یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ کیا امام حسنؑ کو بیعت معاویہ کرنے پر ملامت کرنا اور اس پر راضی نہ ہونا خود امام حسنؑ سے بغاوت نہیں؟ یقیناً ہے جس پر آج تک شیعہ قائم ہیں۔ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل شیعہ کے نزدیک امام معصوم ہیں اور ان کی اطاعت ہر حال میں واجب ہے۔ پھر کیوں اہل شیعہ بیعت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلے میں آج تک صدقِ دل سے امام حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہیں؟ میں ہر محبِ امام حسن کو دعوتِ فکر دیتا ہوں کہ امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے حضرت امیر معاویہ کی بیعت کی جو تمام کتب شیعہ سے باحوالہ یہاں درج کر دی گئی ہے۔... آفرین ہے۔ شیر خدا کے شیروں پر۔ کہ جن کے گھرانے کے پاک ہونے کا اللہ اعلان کرے۔ ان کی سوچ یہ ہے کہ ہم پاک ہیں۔ ہم حق ہیں۔ ہم صرف پاک اور اہل حق لوگوں کی بیعت ہی کر سکتے ہیں۔ حضرت مولا علی رضی

اللہ عنہ کے پاک ہاتھوں نے سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر فاروق اور سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہم جیسے پاک اور اہل حق ہستیوں کے پاک ہاتھوں پر بیعت کی۔ فرمان نبوی ﷺ ہے حق علی کے ساتھ ساتھ ہے۔ مولا علی رضی اللہ عنہ نے جنگی بیعت کی ان کو حق جان کر ان کی بیعت کی لہذا جو بیعت علی کے باوجود خلفاء راشدین کا منکر ہے وہ حضور مولا علیؑ کا منکر ہے۔ اور جو باوجود حسنین کریمین کے بیعت کرنے کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا منکر ہے وہ مولا علی رضی اللہ عنہ کے شہزادگان حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا منکر ہے۔ اہل شیعہ اگر کہیں کہ حسنین کریمین نے تقیہ کرتے ہوئے بیعت امیر معاویہ کی تھی۔ انشاء اللہ ہم ابھی اس کا بھی تجزیہ کریں گے لیکن سر دست گزارش ہے کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما بیس سال اس بیعت پر قائم رہے۔ شیعوں نے لاکھ جتن کئے لیکن مولا علی کے بیٹے شجاع تھے۔ کسی نام نہاد محبت کی پرواہ نہیں کی۔ کسی سازش اور جال میں نہیں پھنسے۔ بلکہ میں اخبار الطوال سے اب وہ حوالہ پیش کرتا ہوں کہ جس میں بیعت حسنینؑ بھی ثابت ہے اور پاس رہ کر نہ ماننے والے نام نہاد مجہدین کو شجاعت بھرا جواب بھی موجود ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

(۷) اَنَا قَدْ بَايَعْنَا وَعَايَدْنَا وَلَا سَبِيلَ إِلَيَّ نَقِضَ بَيْعَتِنَا

ترجمہ: ہم تحقیق بیعت کر چکے لہذا ہمارے اس بیعت کے توڑنے کا کوئی

راستہ اور صورت ہی نہیں ہے۔

(الاخبار الطوال طبع بیروت ص ۲۲۰ تذکرہ زیادہ)

(۸) اب اہل شیعہ کے مجتہد اول ابو مخنف کا حوالہ سنیں کہ حضور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھتے ہیں کہ جس سے آپ کا یہ عزم ظاہر ہوتا ہے کہ میں کٹ توں گا ہوں لیکن آپ کی بیعت نہیں توڑوں گا ملاحظہ ہو، آپ فرماتے ہیں: **وَمَا ذَا اللّٰهِ اَنْ** **انْقَضَ عَهْدًا عَهْدُهُ اِلَيْكَ اَخِي الْحَسَنُ** ترجمہ: فرمایا میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ آپ سے کیا گیا وہ عہد توڑوں جو میرے بھائی امام حسن رضی اللہ عنہ نے آپ سے کیا تھا۔

(مقتل ابی مخنف صفحہ ۶ طبع نجف اشرف، درمقدمہ)

قارئین حضرات! ہمارے نزدیک حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی بیس سال تک یہ بیعت معاویہ رضی اللہ عنہ خود حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی رسول، صاحب ایمان، جنتی اور آپ کی حکومت و سلطنت کا حق ہونے کو ثابت کرتی ہے اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اب کچھ لٹا دینا لیکن یزید پلید اور لعین کی ایک دن کے لئے بھی بیعت نہ کرنا خود یزید کو بے ایمان، جہنمی، بدکردار اور اس کے باطل ہونے کو ثابت کرتی ہے یہ کون سی بات ہے جو اہل شیعہ کو آج تک سمجھ نہیں آ سکی! ہم کہتے ہیں **مقتل ابی مخنف**

ص ۶ ملاحظہ کریں۔ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی بارگاہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہر سال دس لاکھ دینار مع تحائف و انعامات آتے رہے اور آپ قبول کرتے رہے۔ کیا کہیں گے یہاں؟ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کہ آپؐ تطہیر جن کے حق میں اتری ہو وہ دس لاکھ تو ہر سال کجا۔ باطل اور باغی حکومت کی طرف سے تو ایک دینار اور ایک لقمہ تک ہدیہ قبول نہیں کر سکتے اور نہ ہی ان کے پاک شکم میں حرام کا ایک لقمہ تک جا ہی سکتا ہے اگر حضرت سیدنا امیر معاویہؓ پر انگلی اٹھے گی تو اندازہ کریں حسنین کریمین کے بیس سال تک لنگر شریف کے بارے میں کیا سوچیں گے۔ اللہ کریم اہل بیت پاک کے بارے میں بری سوچ سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما پر تقیہ کرتے ہوئے بیعت

معاویہ کرنے کے الزام کا مبنی برحق تجزیہ

محض خوف رکھنے والوں کے لئے اور اپنی آخرت کو بچانے والوں کے لئے ابھی ہم پارہ ۲۷ رکوع ۷۱ سورہ الحدید سے کل صحابہ کرام کے جنتی ہونے کے متعلق آخری بات کے طور پر خود اللہ عز و جل کا فیصلہ درج کریں گے لیکن اس سے پہلے حسنین کریمین سردارانِ جنت رضی اللہ عنہما کے متعلق اس بے ادبی کی انتہادیکھیں کہ بیس سال تک نعوذ باللہ انہوں نے تقیہ کرتے ہوئے

بیعتِ امیر معاویہ کئے رکھی۔ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کے شیروں کے متعلق یہ خیال کیوں اور کسے آیا؟ ظاہر ہے اہل سنت و جماعت تو نہیں یہ کہتے اب شیعہ ہوں یا تفضیلی کہلانے والے سنی نما شیعہ ہوں۔ جو بھی، حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے متعلق ایسا خیال کریں اور جب بھی کریں۔ اسی وقت بے ایمانی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ کیونکہ یہ سیدھی سیدھی سردارانِ جنت کی گستاخی ہے۔ چلیں یہ سطور پڑھتے ہوئے آپ اپنے ارد گرد ہی دیکھیں۔ شرط یہ ہے کہ کوئی معزز اور جرات مند اور کردار کا کھرا آدمی آپ کے پاس بیٹھا ہو۔ اسے صرف اتنا کہیں کہ بھائی صاحب! تم اوپر سے کچھ ہو اور اندر سے کچھ اور ہو۔ تمہارا ظاہر و باطن ایک نہیں۔ تم تو بیس سال تک باطل اور طاغوتی قوتوں کے سامنے دبے رہے اور فلاں کام میں اپنا اندر چھپائے رکھا تو اگر وہ معزز آدمی جرات مند ہے۔ اور کردار کا کھرا ہے تو ضرور وہ آپ سے کہے گا کہ اس کا مطلب ہے کہ اوپر سے کچھ اور اندر سے کچھ کہہ کر تم نے مجھے منافق کہا ہے۔ بیس سال تک اندر چھپائے رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ تُو نے مجھے ابن الوقت سمجھا۔ ڈرپوک سمجھا۔ مفاد پرست سمجھا۔ باطل سے دب جانے والا سمجھا۔ حلال خون ہوا تو طیش میں آئے بغیر نہیں رہے گا۔ ایمان کے تین درجوں میں سے جس درجے پر بھی وہ ہوا یا تو ہاتھ سے تجھے جواب دے گا یا زبان سے تجھے خاموش کرے گا۔

یہ دونوں نہیں تو تیسرا پہلو فطری ہے کہ ساری زندگی دل میں تجھے ضرور برا سمجھے گا۔

بلا تمثیل و مثال ذرا سوچیں! بالکل یہی کچھ حضرت سیدنا امام حسن و سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کے متعلق تم کہہ رہے ہو جب کہتے ہو کہ انہوں نے تقیہ کرتے ہوئے بیعتِ امیر معاویہ کی تھی۔ میں یہ فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہوں اور اپنی طرف سے لفظ، تقیہ؛ کے بارے میں صرف خوفِ خدا دلانے کے لئے اتنا ضرور عرض کرتا ہوں کہ اس؛ تقیہ؛ کو آپ جو بھی معنی پہنائیں اس سے منافقت، بزدلی، ابن الوقت ہونے، ڈرپوک ہونے اور کردار کے لحاظ سے مصلحتِ وقت کا شکار ہونے کی بوجہ ضرور آئے گی۔ بلکہ مزید سادہ الفاظ میں ہماری عام بولی میں ایسے ہی آدمی کو کردار کے لحاظ سے دو نمبر ہونے کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے تقیہ تو نسب پر بھی بدنام داغ ہے کہ اس سے اگلی نسلوں کو طعنے سننے پڑتے ہیں۔ تقیہ خاندانی وقار کے بھی منافی ہے اور ذاتی نجابت و شرافت کو ختم کر دیتا ہے۔ یہ بات طے شدہ ہے کہ جس پر آپ لفظ، تقیہ؛ لاگو کریں گے درحقیقت اس سے آپ اس کے ذاتی فضائل کی مکمل نفی کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ تقیہ کی بھیانک تصویر ہے جس کو تم سردارانِ جنت پر چسپاں کرنے پر بضد ہو۔ یہ آپ سے محبت ہے یا آپ کی گستاخی؟ فیصلہ آپ پر ہے۔ اے اللہ! تُو عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہے ہمارے ماحول کو اس سوچ سے پاک فرما دے یا اللہ! ہمیں سردارانِ جنت

پر ایسا الزام سننے سے بھی محفوظ فرما آمین ثم آمین!

آئیں! صحابہ کرام کے بارے میں اللہ کریم کا فیصلہ مان لیں اور آخرت برباد نہ کریں

ہم نے اس مختصر مضمون میں بتایا ہے کہ اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کے لئے ہر پہلو سے اہتمامِ عظمت کیا۔ جمیع مخلوق میں دوسروں کے بارے میں آپ کے فیصلے نہ ماننے والوں کے لئے اللہ اپنی قسم اٹھا کر ان کے مومن ہونے کا انکار فرماتا ہے پھر ان کا ایمان کیسا؟ کہ جو ان فیصلوں کو بھی نہیں مانتے جو سید عالم ﷺ نے خود اپنی ذات بابرکات کے بارے میں کئے۔ پس آپ کی بیویوں کو، آپ کے سرال کو؛ آپ کے دامادوں کو، آپ کی اولادِ پاک کو، اہلبیت پاک کو، پنجتن پاک کو اور شہزادگان سردارانِ جنت کو (جو سب صحابی ہیں) ان سب کو ماننا پڑے گا۔ انہی میں سے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے سالے بھی ہیں، کاتبِ وحی بھی ہیں اور جنگِ جمل و صفین کے بعد قرب الاسناد اور نہج البلاغہ کے حوالوں سے بہ فرمانِ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ آپ صحابی بھی ہیں اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دستِ حق پرست پر جو بیعت کی اس نے تو آپ کے صحابی رسول ہونے صاحبِ ایمان ہونے، حق پر ہونے اور جنتی ہونے پر مہر لگادی۔ کل صحابہ جنتی ہیں اور آپ بھی

جنتی ہیں اگر اور کچھ سمجھ میں نہ آئے تو اللہ کریم کا فیصلہ ہی مان لیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:-

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلٌ أَوْ ذُو لِكْفٍ
أَعْظَمَ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِهِ وَقَاتِلُوا ط وَكَلَّا وَعَدَ اللَّهُ
الْحُسْنٰى وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ☆ (پ ۲۷ ع ۱۷ سورہ الحدید)

ترجمہ:- تم میں سے جس نے فتح مکہ سے پہلے راہِ خدا میں خرچ اور جہاد کیا وہ برابر نہیں ہو سکتا ایسے لوگوں کے جنہوں نے بعد فتح خرچ کیا اور جہاد کیا ، بعد میں اتفاق اور جہاد کرنے والوں سے پہلوں کے درجے زیادہ ہیں اور اللہ نے سب صحابہ سے جنت کا وعدہ کر لیا ہے اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے؛

قرآن کریم کی اس آیت کریمہ میں اگرچہ لفظ جنت موجود نہیں بلکہ: الْحُسْنٰى ہے؛ لیکن الْحُسْنٰى سے مراد جنت اور اس کا ثواب ہے۔ اس پر تمام شیعہ سنی تفاسیر متفق ہیں۔ اہل شیعہ کے تفسیر کے امام صاحب تفسیر مجمع البیان نے جلد پنجم ص ۲۳۲ پر الْحُسْنٰى کی تفسیر اَى الْجَنَّةِ وَالثَّوَابِ فِيهَا سے ہی کی ہے۔ دوسرے شیعہ مفسر فتح اللہ کاشانی نے تفسیر منہاج الصادقین جلد نہم ص ۱۷۱ پر یہی تفسیر کی۔ اس آیت کریمہ کی روشنی میں ہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو دیکھتے ہیں تو جیسا کہ اس مضمون میں دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ

آپ صحابی ہیں لہذا جنتی ہیں۔ آپ کا صحابی ہونا اور جنگِ جمل و صفین کے بعد وقتِ وصال تک صحابی ہونا حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے نزدیک ایک متفقہ علیہ امر ہے تو اب آپ کے صحابی اور جنتی ہونے سے انکار کرنے والے کے بارے میں جیسا کہ اوپر حوالہ گذرا ایسا شخص اہل شیعہ کی معتبر ترین کتاب جامع الاخبار ص ۱۸۳ فصل ۱۲۵ مطبوعہ نجف اشرف کے مطابق یا تو کافر ہے پھر کوڑوں کی سزا کا مستحق ہے۔ یا اللہ کریم جل جلالہ! اس مضمون کو ہر پڑھنے والے کے لئے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم کے صدقہ اور وسیلہ جلیلہ سے ہدایت کا ذریعہ بنا آمین! ثم آمین! وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبُلْدُ الْمَمِينُ ☆ ﴿بجکم قبلہ عالم حضرت صاحب ☆﴾ از قلم :-

محمد رفیق کیلائی گولڈ میڈلسٹ

(ایم اے عربی، اسلامیات)

خادم حضور آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف

(نوٹ :- تیسرے ایڈیشن میں ضمناً مسئلہ بنات رسول ﷺ بجکم حضور قبلہ عالم اضافہ کیا تھا۔ اس چوتھے ایڈیشن میں بنات رسول کے سلسلہ میں ہی دو پیرا گراف کا اضافہ کیا ہے۔ کتاب کی طباعت کے جملہ اخراجات قبلہ حضرت صاحب آستانہ عالیہ حضور کیلیا نوالہ شریف نے برداشت کئے ہیں اور فی سبیل اللہ تقسیم عام کی ہے۔ کیلائی)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اہل بیت رسول ﷺ کا فیصلہ

مع

بہ فرمان قرآن مجید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سیدنا ام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
۳۳ معتبر ترین کتب شیعہ سے چار بنات رسول کا ثبوت

حکم تصنیف و تقدیم

حضرت پیر سید محمد باقر علی شاہ بخاری صاحب
سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف



از قلم

خادم حضور محمد رفیق کیلانی گولڈ میڈلسٹ ایم اے
(عربی، اسلامیات)

ناشر: دار التبلیغ
آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف (گوجرانوالہ)